SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 31, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا هم
یغفرونO والذین استجابوالربهم واقاموا الصلوة ص وامرهم
شوریٰ بینهم و مما رزقنهم ینفقونO والذین اذا اصابهم البغی
هم ینتصرون O وجزآؤا سیئة مثلها فمن عفا و اصلح
فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین O

ترجمه - کبیره گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 31, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحیم

والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا هم
یغفرونO والذین استجابوالربهم واقاموا الصلوة ص وامرهم
شوریٰ بینهم و مما رزقنهم ینفقونO والذین اذا اصابهم البغی
هم ینتصرون O وجزآؤا سیئة مثلها فمن عفا و اصلح
فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین O

ترجمہ ۔ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا

بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر جو شخص معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورہ الشوریٰ آیت ۳۷ تا 40)

Point of Orders; i) Re: holding of Session today.

جناب چیئرمین۔جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین ! آج کے اجلاس کے بارے میں ہمارا ذہن واضح نہیں ہے کہ یہ اجلاس جو requisition ہو چکا تھا وہی اجلاس ہے جسے آپ کی عدم موجودگی میں ----

جناب چیئرمین۔یہ وہی اجلاس ہے۔

حافظ حسین احمد۔جناب مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے انہوں نے جو requisition کیا تھا وہ آپ نے معطل کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔نہیں جی ۔ رول ۲۰ کے تحت اختیار ہوتا ہے کہ تاریخ کو آگے کردیا جائے یا اس کو جلدی کر لیا جائے ۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد۔جناب ہمارے لئے تو اس طرح یہ دقت طلب بات ہے اگر آپ لوگ پہلے بیٹھ کر فیصلہ کریں اور پروگرام بنائیں اب ہمیں دور دراز علاقوں سے آنا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین۔جی مجھے احساس ہے اس بات کا لیکن جلدی میں کئی دفعہ طلب کرنا پڑتا ہے ۔ پھر بذریعہ ریڈیو اور ٹیلیوژن ہم نوٹس کردیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔میں نے کہا اس میں اختیارات کا تو مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔جی نہیں ۔ مجھے آپ کی اس تکلیف کا احساس ہے اسی لئے ریڈیو اور ٹیلیوژن کے ذریعے اطلاع کردی جاتی ہے ۔ جب بھی ہنگامی طور پر اجلاس بلایا جائے اس کے لئے ہم یہ کردیتے ہیں۔جی جناب سرتاج عزیز صاحب۔

Point Of Orders: ii) Re:Suspension Of Rules And Taking Some Other Matter During Discussion On The Address Of The President.

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین ! میں نے 24 جنوری کو آئین کے آرٹیکل ۸۹ کے تحت ایک Resolution move کیا تھا کہ آرڈیننس 48 کو disapprove کیا جائے اور وہ resolution pending ہے تو اس کا کیا طریقہ کار ہے ؟

جناب چیئرمین۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے جی کہ آج تو President's Address under discussion ہے ۔ اور اس بحث کے دوران میرے خیال میں کسی اور مسئلے کو نہیں لیا جا سکتا۔ رولز کے مطابق تو یہی پوزیشن ہے ۔

Mr. Sartaj Aziz: Can I move a motion for suspension of rules?

جناب چیئرمین ۔ suspension of rules کی موشن تو آپ move کرسکتے ہیں ۔ کیوں جی شیر افگن صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا ! جب ایک چیز required ہے regularly تو اب رولز کو suspend کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

جناب چیئرمین۔ نہیں suspend کرنے کی ضرورت تو اور بات ہے ۔ وہ تو ہاؤس ہی کرے گا ۔ میں تو نہیں کروں گا ۔ لیکن وہ move کرنا چاہیں تو پھر کیا position ہو گی ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جیسے کہ ہمارے معزز سینیٹر حافظ حسین احمد صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ۔ کہ پتہ ہی نہیں تھا اور utter confusion تھی کہ فیصلہ اور تھا ۔ پھر یہ call up ہوگیا۔ آپ نے review کردیا ۔ تو اب بات یہ ہے کہ بہت سارے سینیٹرز اسی confusion میں ہاؤس میں نہیں آسکے ۔ کیونکہ یہ اس وقت اتنا lengthy adjourn ہوا تھا اور ہمیں تو یہ تاثر دیا گیا تھا کہ آپ بھی چین تشریف لے جارہے ہیں اور ڈپٹی چیئرپرسن صاحبہ بھی کیونکہ ان کا medical check up ہے اور آپ کے ساتھ کم از کم ۱۶ سینیٹرز

جارہے ہیں ۔ آپ لندن میں تھے تو اس وجہ سے یہ ایک lengthy adjournment تھی اچانک اجلاس بلایا گیا ہے ، لیکن وہ پورے تو ہوں ، کم از کم 50فیصد تو حاضر ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ یعنی آپ کے مطابق 50 فیصد ہوں تو پھر یہ move ہوسکتی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ نہیں۔ ویسے تو ہر وقت ہو سکتی ہے ۔ If suspension of rule according to the rules is done, it can be done at any time, but the thing is that we should look into this thing as well. ایک قانون قاعدے کی بات ہے ۔ ایک شعوری بات ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اس طرح کرتے ہیں سرتاج عزیز صاحب کہ نوٹس کم ہے So, you take up this matter tomorrow تاکہ ان کو نوٹس بھی ہو جائے تو you move this motion tomorrow so that everybody has notice of this.

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ میری گزارش جناب یہ ہے کہ جمعرات ۲۷ تاریخ کو اس ایک موجودہ عوامی حکومت نے جو ہمارے ساتھ "چھپن چھوپ" کھیلا ------

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں غیرمتعلقہ مسئلے کو اٹھانا مناسب نہیں ہو گا ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ نہیں جناب یہ غیرمتعلقہ نہیں ہے اس کا اس سے گہرا تعلق ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں ۔ آج دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ President's Address پر تقریریں ہونی ہیں ۔ اس کے بعد انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے ۔ this is no ruling مناسب ہوگا کہ اس کو کل take up کرلیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جناب اس دن جو ڈرامہ ہوا ، جس طرح سے اس کو adjourn کیا گیا ۔

جناب چیئرمین ۔ بہرہ ورسعید صاحب وہ جو بات کل کی ہے پرانی ہو چکی ہے آپ آج کی بات کریں ۔

اخونزادہ بہرہ ورسعید۔جناب آپ اس کا permanent انتظام کریں ۔ جب آپ اگلے house میں بیٹھیں گے اور جب ڈپٹی چیئرمین preside کریں گی تو ہم نہیں بیٹھیں گے ۔

جناب چیئرمین۔تشریف رکھیں۔ جی جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

جناب سرتاج عزیز۔میری تجویز ہے کہ جہاں تک motion of suspension of rules کا تعلق ہے وہ آج take up کرلیں تاکہ آج کی item کل کے Order Of The Day پر لاسکیں ۔

جناب چیئرمین۔ آرڈر آف دی ڈے پر تو ویسے بھی لایا جا سکتا ہے ۔ لیکن میرے خیال میں نوٹس کم ہے تو مناسب ہوگا کہ اس کو کل take up کرلیں ۔ suspension of rules تو اسی وقت move ہوتا ہے اور اس پر اسی وقت ووٹنگ ہو جاتی ہے ۔

جناب سرتاج عزیز۔نہیں تو پھر وہ آئیٹم آرڈر آف دی ڈے پر کیسے آئے گا؟

جناب چیئرمین۔ آرڈر آف دی ڈے پر اسی وقت لے آئیں گے ۔ ہاؤس اگر اجازت دے گا تو آجائے گا ۔ یعنی ہاؤس نے اجازت دینی ہوتی ہے ۔ جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں تین دن کا نوٹس دیا جاتا ہے تو وہ ہم already دے چکے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آج مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایک چیز suspension of Rules کے لئے move کرنا چاہتے ہیں ۔ تاکہ اس کو take up کیا جائے ۔ انہوں نے اعتراض یہ کیا ہے کہ نوٹس کم ہے ، ممبران کی حاضری کم ہے تو نوٹس چونکہ پورا نہیں ہے تو مزید وقت دے دیا جائے اس کے پیش نظر تجویز یہ ہے کہ بجائے اس کو آج take up کرنے کے کل لے لیا جائے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ compromise جو چاہیں کریں ۔ لیکن ارکان کی تعداد کا تعلق کسی proceedings سے نہیں .as far as the quorum is concerned, it is there

جناب چیئرمین۔ ایک نئی چیز سامنے آرہی ہے مناسب ہوگا کہ نوٹس بھی مناسب ہوجائے اس میں کیا ہرج ہے ؟

پروفیسر خورشید احمد۔اس بارے میں نوٹس ہم دے چکے ہیں اور وقت بڑا کم ہے۔

جناب چیئرمین۔آپ نے جو نوٹس دیا ہے وہ تو ہوتا ہے کہ آپ یہ Resolution لانا چاہتے ہیں اب یہ مسئلہ پیش ہورہا ہے کہ Rules suspend کریں اور جو agenda پر ہے اس کی بجائے یہ take up کیا جائے۔

پروفیسر خورشید احمد۔جی میں سمجھتا ہوں کہ Rules Suspend کرنے کے لئے کسی نوٹس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین۔وہ صحیح بات ہے لیکن معاملے کو دیکھنا ہوتا ہے کہ کیا معاملہ زیر بحث ہے؟

پروفیسر خورشید احمد۔ہم تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اب اس معاملے کو ٹالا نہ جائے اور کل ہمیں موقع دیا جائے-----

جناب چیئرمین۔مناسب یہ ہوگا کہ اس مسئلہ کو کل take up کیا جائے۔

پروفیسر خورشید احمد۔سرتاج صاحب اور میرا ہم دونوں کا ایک ہی Resolution تقریباً----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔میری تجویز یہ ہوگی کہ اس کو بجائے آج take up کرنے کے کل کیا جائے تاکہ ان کو نوٹس بھی ہوجائے .and we may take it up from tomorrow جنرل سعید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ جناب چیئرمین! جو آپ کی تجویز ہے اس کا مجھے بڑا احترام ہے لیکن یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس کو ابھی move کریں Suspension of Rules کے لئے -----

جناب چیئرمین۔حق بنتا ہے لیکن چیئرمین کو regulate کرنا پڑتا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ جی بالکل صحیح فرما رہے ہیں آپ لیکن ہاؤس سے consensus لے لیں ۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس کو کل پر رکھا جائے اس کی وجہ یہ ہے

کہ یہاں پر کورم موجود ہے اور جب کورم موجود ہو تو اس میں تعداد کا کوئی سوال نہیں آتا suspension of rules کے لئے تعداد کا کوئی سوال نہیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: My point of order is that according to my interpretation of the Rules and the Constitution when the President's address is being discussed, suspension of rules would not be applicable

Mr. Chairman: Not be applicable? Why?

Mian Raza Rabbani: Sir, I would humbly submit that if you like, I can show it to you and than you can give a ruling on that.

Mr. Chairman: Suspension of rules, you want to take it up today or tomorrow?

Mian Raza Rabbani: It's entirely up to you, Sir, today or tomorrow.

جناب چیئرمین۔ اس مسئلہ کو دیکھ لیتے ہیں اور which rule says that you cannot suspend the rules.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am not saying that what I am saying is that, by implication, when the President's address is being discussed, at that stage, suspension of rules would not be permissible.

جناب چیئرمین۔جی وہ کونسا Rule ہے جس پر آپ rely کررہے ہیں؟

Mian Raza Rabbani: If you would like to take it up tomorrow, we can take it up tomorrow?

جناب چیئرمین۔نہیں۔ یہ مسئلہ آج طے کرنا ہے آپ نے تو یہ نئی بات کی ہے

We have been here for a long time. Suspension of Rules means suspension of

rules. If majority agrees....

Mian Raza Rabbani: Sir, I will just try and show it to you if,

myinterpretation is wrong, I stand corrected but this is what my interpertation is?

جناب چیئرمین۔جی فرمائیے وہ کونسا رول ہے جس پر آپ rely کر رہے ہیں؟

Mian Raza Rabbani: Sir, I will just show it toyou. Sir, my point is this that the rules and the Constitution contemplate that when the President's address is under discussion in the Senate, then at that stage, no matter how urgent the business may be, with the exception of the Government business which has been specified, can be taken up.

Mr. Chairman: What rule? For example.

Adjournment Motion بڑی اہم چیز ہو جاتی ہے ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I am coming to that....

جناب چیئرمین۔نہیں ، میری بات سن لیں ، تحریک التوا بہت اہم چیز ہوتی ہے Question Hour بہت اہم چیز ہوتی ہے ، Legislation بہت اہم چیز ہوتی ہے ، یعنی بے شمار چیزیں ہیں اور suspension of rules کے تحت آپ کوئی rule suspend کرکے کچھ بھی take up کرسکتے ہیں ۔

And this is the power of the House. It is not the power of the Chairman. So, which rule in your opinion.....

Mian Raza Rabbani: Sir, I am just coming to that. But before I could come to that it was essential for me to lay a small base so that we could.....

جناب چیئرمین۔جی پلیز فرمائیے ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I would draw your attention to Rule 33 (b): Notwithstanding that a day has been allotted for discussion on the

President's address other business of a formal character like laying of reports or a document....

Mr. Chairman: Right. There is no dispute on that.

Mian Raza Rabbani: Right Sir, let me continue and then if you would like to rule me out of order.....

Mr. Chairman: No, No, that is right that Rule 33 says you can do this. Now, somebody wants to suspend a certain rule.

Mian Raza Rabbani: I am just coming to that. If you just bear with me.....

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں اس پہ چلیں.You are now going back to rule 33۔

Mian Raza Rabbani: Sir, You want to know the relevant rule. If you don't want me to speak on this issue that is another point. But the point is that if you would let me build my argument, may be it would be easy for you to comprehend.

Mr. Chairman: Make it a little more clear. There is no dispute that as the rule stands while the President's address is under discussion no business can be taken up except that under Rule 33. Now, what you are saying is that rules can not be suspended....

Mian Raza Rabbani: Sir, that is what I am trying to say that I had built up those first three sentences in which I had said that no matter what the urgency of the matter nothing could be taken up with the exception of what is provided under Rule 33. Now I lay emphasis on the word "excluding Adjournment Motion". Now, I would take your lordship to Rule 75: A motion

shall not be admissible unless it satisfies the following conditions.

Mr. Chairman: Admitted. No problem on that. Come to the rule which says you can't suspend the rules.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am just trying to show you....

Mr. Chairman: No. I agree with all that. There is no dispute on 75 or 33.....

Mian Raza Rabbani: Sir, there is no dispute. You are not trying to understand what I am saying.

Mr. Chairman: I am giving you time, out of the time which has been given for other matter, to explain me which is the rule which says, "you can't suspend".

Mian Raza Rabbani: This is what I have said in the very initial remarks of mine that I will show to you that by way of implication no other business can be taken.....

Mr. Chairman: Then please come to Rule 236.

Mian Raza Rabbani: Be it urgent, be it of no matter what other nature. If urgent business has been laid aside, a resolution is not a matter of urgent.....

Mr. Chairman: Yes, but it has been laid aside under these rules. If the rules......

Mian Raza Rabbani: Therefore, this is exactly what I am saying that the rules when the Presidential address is taking place can not be suspended.

جناب چیئرمین۔ تو آپ آئیں رول ۲۳۶ پر۔ اس کے تحت کیوں نہیں ہو سکتا۔

whether it is a very important rule like 75 or very......

Mian Raza Rabbani: Sir, my contention is that when it is contemplated under Rule 33 that even an Adjournment Motion which seeks to raise a point of urgent nature even if that is not permissible then suspension of rule for the sake of bringing any other business of a private nature would not be permissible. This is a parallel which I am trying to show.....

Mr. Chairman: Ok, Ok, I understand. I got your point. I am sorry I do not agree with your contention. Please let me first dispose it of. You see all the rules lay down the procedure and there are many important matters which are regulated by the rules. Adjournment motions are important, Privilege motions are very important, Legislation is very important that is one of the primary functions of the House to legislate but Rule 236 is the rule which lays down the procedure when any of these rules can be suspended and the condition which regulates suspension of rules lays down that whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of rules or is otherwise considered necessary, any member may, with the consent of the Chair move that rule may be suspended in its application to a particular motion before the Senate and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended. Now, this is not only the rule which clarifies it. This is also the practice which we have been following for the last so many years since 1985, that whenever some thing which is not provided by the rules, which is not clearly within the rules, the House wants to take up that business, somebody may move a motion under 236 and if the House approves that, then we have to suspend that paticular portion or that particular

rule and take up business which is required by that particular motion. So, I would not agree with your contention that the rules can not be suspended. In my opinion Rule 236 is an all prevailing rule and any rule can be suspended under Rule 236 to take on business which is proposed in the motion before the House. Thank you.

جناب بشیر احمد مٹہ۔اس کو exclude نہیں کرتے ہیں۔ The rule says thatbusiness of a formal nature excluding adjournment motions, وہ discuss ہو سکتا ہے۔

Now, the question is how can you exclude questions from being business of a formal nature?

جناب چیئرمین۔وہ تو ایک علیحدہ چیز ہے ۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ علیحدہ؟ میں یہی کہتا ہوں کہ جس طرح ہمارا سینٹ اب چل رہا ہے۔ the way it is being conducted or has been conducted before your arrival. اس میں یہ ہے کہ اب کوئی سکوپ (scope) نہیں بنتا کہ ہم نے جو سوالات table کئے ہیں وہ آ جائیں گے ۔ اس کے لئے طریقہ ہے ۔ میں کہتا ہوں رولز کی interpretation صحیح طریقے سے کی جائے ۔

جناب چیئرمین۔یعنی آپ کے مطابق سوالات آنے چاہییں ۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔آنے چاہییں ۔

جناب چیئرمین۔چلیں یہ تو ایک different مسئلہ ہے ۔ اس پر بحث کرلیں گے ۔

Mr. Bashir Ahemd Matta: No. Sir, it is connected with it Sir. We are putting tomorrow an interpretation on the rules.

جناب چیئرمین، نہیں what I am saying is کہ آج اس کو take up نہ کریں اس پہ پھر بحث شروع ہو جائے گی ۔ آج جو مسئلہ ہے اس کو discuss کرلیں and then we will take up that matter tomorrow. جی جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

Akhundzada Behrawar Saeed: I draw your attention to Rule 192 with your permission; "any time after a motion has been made, a member may move that the debate on the motion be adjourned". So, I move, Sir, that the debate on the motion moved by the Law Minister may be adjourned and the other matter may be taken up. It is so clear, Sir.

جناب چیئرمین۔ کیوں جی شیر افگن صاحب اس پہ آپ کا کیا خیال ہے یہ ۱۹۲میں جو move ہوئی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The Motion ongoing is discussion on the Presidential address. If something he doesn't agree with or any suggestion he wants to give, that is an amendment. What he says is that by amendment he means a motion quite different from President's address, the motion which is under discussion. Out of this rule we have gone to interpret that, but here this rule is applicable through motion which is under discussion and related to that motion, he wants an amendment to move......

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔امنڈمنٹ نہیں ہے ۔ ۱۹۲ یہ کہتا ہے اور یہ ۱۹۲ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ ۱۹۲ پر فرمائیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ابھی وہی ایک related matter ہے ۔

Mr. Chairman: Now, it is a different matter.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔سر اگر مجھے اجازت دیں تو اس پر میں گزارش کرنا چاہتا تھا ۔

جناب چیئرمین۔ کس چیز پر ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔اسی سے وہ related ہو جائے گی پہلا مسئلہ تو یہ ہے

جو آپ نے ۲۳۶ کی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین۔وہ تو ہوگئی، ختم ہوگئی۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I do agree. The motion is moved for suspension and is approved.

اس پر پریذیڈنٹ ایڈریس کا جو رول ہے وہ ختم ہو گیا تو اس کے بعد

As the motion under discussion has gone, the status has been restored of a normal business. Questions, Privilege Motions, Adjournment Motions, they will come into play, the all rules, either they are suspended and.....

(interruption)

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جس وقت پریذیڈنٹ کا ایڈریس under discussion نہ ہو تو ایڈجرنمنٹ موشنز آنے چاہییں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔سب آتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔وہ جب آئیں گے تو دیکھ لیں گے ۔ آج کیا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔میرا یہی مسئلہ تھا۔ میں پوچھنے والا تھا مثلاً جیسا کہ آپ نے کہا 236 is working. It can't be hindered. نہیں سر، میرا یہی مسئلہ تھا میں یہ پوچھنے والا تھا جیسا کہ آپ نے کہا کہ Rule 236 is working. It can't be hindered even if the President's address is under discussion. مان لی یہ ساری چیزیں، کل اگر یہ مثلاً--------

جناب چیئرمین۔نہیں جب کل آئے گا تو دیکھ لیں گے ناں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No this is very sad.....

جناب چیئرمین۔ بھائی کمال ہے ابھی suspension کا موشن move نہیں ہوا اور ہاؤس کو put نہیں ہوا جب آئے گا دیکھ لیں گے ۔ اس وقت تو یہ مسئلہ نہیں ہے ۔ انہوں نے ایک point raise کیا تھا کہ نہیں ہو سکتا اس کو میں نے dispose off کردیا اب جب یہ مسئلہ آئے گا تو پھر take up کریں گے۔ کل جب یہ مسئلہ آئے گا تو دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔سر اس میں جو ۱۹۲ move کیا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ move ابھی نہیں کیا ہے ۔ انہوں نے ابھی پڑھا ہے اور کہا ہے کہ میں move کرنا چاہتا ہوں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔سر میری گزارش یہ ہے کہ اس کو ۱۹۲ کے ساتھ پڑھیں۔

It is your opinion that abuse of things has been happening and the debate has gone very far dilatory and if all the components are available then it can be applied, otherwise not.

جناب چیئرمین ۔ آپ کا یہ فرمانا ہے کہ ۱۹۲ کا موشن جو ہے is conditioned by 193. He is right. Necessarily it is. دیکھیں ۱۹۲ کے بعد ۱۹۳ آتا ہے ۔

192 says that at any time after a motion has been made, a member may move that the debate on the motion be adjourned.

رول ۱۹۳ کہتا ہے

that if the Chairman is of the opinion that a motion for adjournment of a debate which obviously refers to 192 is an abuse of these rules, he may either forthwith put the question thereon or decline to propose the question. So, I have the discretion either to take up motion moved by Behrawar Saeed Sahib or not to take it up.

صحیح کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب ۔ تو آج take up نہیں کرتے آج صدر کے خطاب پر بحث ہو رہی ہے ۔

Akhundzada Behrawar Saeed: My submission is that the government has now adopted dilatory tactics. They are prolonging every matter and have no courage to face us on the real issues. We are challenging them on the proper issues and they are not prepared for that. They are jumping over and

here and playing hide and seek. This is not a good. They say that they are popular government, they are people's government and they are ashamed of frustrating us.

Mr. Chairman: Sartaj Aziz Sahib.

Mr. Sartaj Aziz: Thank you Mr. Chairman. I would like to make three brief points, Mr. Chairman. One is that this motion is not only motion, it is an exercise of a constitutional right under Article 89 and that right is being denied because three days have expired and the Ordinances are still ineffect. To that extent it acquires a certain sense of urgency. It is not something that we are going to interrupt. And a debate on this has taken place in the previous session in great detail so there is no surprise move here.

Secondly, although it is our right to take up this motion today, since you consulted the Minister concerned and the rules that is better to take it up tomorrow. We are accepting this suggestion on the understanding that tomorrow no further dilatory tactics will be made to delay the whole thing or curtail the whole thing and the resolution will be allowed to be moved and taken up as required under the Constitution and Rule 132 of the Rules of Procedure. If they are not going to do that we are then going to insist that we take it up today.

Mr. Chairman: Leader of the House, Malik Qasim Sahib.

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman, actually I am intervening only for one reason and that is that repeatedly it is being said that we were using dilatory methods. The question of hide and seek, as my friend Behrawar Saeed is saying, I want to make it categorically clear that we want the session to go on. It has come in the press also. Unfortunately, today again it has

come in the press and an impression is being given or people feel that way that probably there was some understanding that the Government had tried to what had happened on the day before yesterday when the House was adjourned upto the 10th of February. The Government wanted that the session should continue. It was only on account of the absence, as has already been pointed out to you. Your absence, the Deputy Chairman's absence, who is going abroad for medical reason; and also on account of the absence of many Senators who are going away that the House was not prorogued. It was just adjourned. And today when this session is being held, after over ruling or what, you have the power, Sir. I am not denying that.

Mr. Chairman: It is not over ruling.

Malik Muhammad Qasim: It is not over ruling, but you have the powers to do it. But the very fact that there are few Senators sitting here I am saying it categorically that we tried to contact all the Senators at least.....

جناب چیئرمین۔اسی لئے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس مسئلے کو کل لے لیا جائے ۔

Malik Muhammad Qasim: It is kind of them that they are agreeing that it should be done tomorrow and what different does it make whether they do it tomorrow or they do it today.

Mr. Chairman: So, we will take up this matter tomorrow.

Malik Muhammad Qasim: I am saying that you will take up the suspension of rules tomorrow. I am not saying that you will take up. I am conceding to the.....

جناب چیئرمین۔نہیں suspension of rule ہو گا تو معاملہ آگے چلے گا ۔

Malik Muhammad Qasim: So, therefore, to say this thing, why should the government be interested to get this session prorogued or anything like that. Then, unfortunately the House has got burnt. (2), both the House are going on, the National Assembly is also going on, the Senate is also going on, therefore, this impression or this allegation that the Government wanted this to be done is absolutely incorrect. We would have asked for prorogation or we would have tried that the House should be prorogued, it was not done in that manner. It was just adjourned upto the 10th February. Therefore, we wanted every discussion should take place, we wanted everything should come before this House. We wanted everything should be done democratically and not rather today when this session was called. We did want that it should not be held today, it may be held a day or two later, so that all the Senators may be present. So, the one who have left this place yesterday evening or yesterday, it was not possible for us even to contact them. There is a Senator who has just now arrived in my room. He has come because I had rung him up and he come to me and said that he did not hear even on the Radio or on the TV. So, this must be kept into consideration.

جناب چیئرمین۔جی جناب سرتاج عزیز صاحب --- ایک منٹ ذرا ان کی (قائد حزب اختلاف) کی بات بھی سن لیں ' پھر آپ کی بات بھی سنیں گے ۔ تاکہ finally wind-up کردیں ' جی لیڈر آف دی اپوزیشن ' جناب ہوتی صاحب ۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir, I don't want to intervene but in order to set the record straight I would like to say a few words. The other day confusion was created un-necessarily when the House was adjourned till the 10th of February for no valid reason. That is why most of the

Members left Islamabad. It was very difficult for me to contact each and every individual, starting from this very morning till late in the evening. Anyway, I am glad, we have a quorum and if the Leader of the House says that the Government did not have any bad intentions then I would like to ask just one question, as to why the Senate was adjourned till the 10th and not the next day? What was the necessity and if the Chairperson was leaving for medical checkup and, Sir, you were to go on the third and not the next day and usually we have a panel of members who preside over the session when the Chairman or the Deputy Chairman for that matter are not present. Every thing was there, so what was the secret hand which.....

(interruption)

Mr. Muhammad Ali Khan: So, there was certain things working at the back of it, but I am glad that the confusion has been cleared and we have seen the people.....

جناب چیئرمین۔یہ ہو سکتا ہے کہ (misunderstanding) ہو ۔ اب یہ ہے کہ ان کی بات مناسب ہے ۔ آج نوٹس collect کئے جائیں ۔ let us hope کہ اس کو جلدی ختم کریں کیونکہ یہ کافی عرصے سے چلی آ رہی ہے جی جناب فصیح صاحب ۔ میرا خیال ہے کہ کام شروع کریں ، اب کس بارے میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

(مداخلت)

Mr. Muhammad Ali Khan: Agreed, Sir,

اخونزادہ بہرہ ورسعید۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کے قول و فعل میں بڑا تضاد ہے ، کہتے وہ کچھ اور ہیں ، کرتے وہ کچھ اور ہیں ، ان کی مرضی نہیں ہے کہ اس سیشن کو چلایا جائے ۔ ہمارے ساتھ بڑے وعدے ہوئے ہیں وہ ۹۲-۹۳ کے جو فنڈز ہیں وہ ابھی تک ریلیز نہیں کرتے ، کیوں ؟

جناب چیئرمین - ابھی انہیں باتوں میں الجھے رہنے سے تو کام نہیں چلے گا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ -

اخونزادہ بہرہ ور سعید - یہ این ڈی ایف کی تنخواہیں نہیں دیتے ہیں، کیوں؟

جناب چیئرمین - جب آپ کی تقریر ہو گی پھر یہ باتیں کرنا -

اخونزادہ بہرہ ور سعید - کرتے باتیں اور ہیں کام یہ اور کرتے ہیں -

جناب چیئرمین - یہ آپ آرام سے بیٹھ جائیں - جی فصیح اقبال صاحب، پھر آپ نے آج تقریر کرنی ہے؟

سید فصیح اقبال - کرنی ہے، لیکن میرا آدھا گھنٹہ ضائع ہو گیا ہے -

جناب چیئرمین - نہیں آپ کو پورا وقت ملے گا - بیس منٹ پورے ملیں گے - اب لیڈر آف دی ہاؤس فرمائیں -

ملک محمد قاسم - مجھے افسوس ہے

What the Leader of the Opposition has said, I would have not minded if this has come from Behrawar Saeed but I do mind and I do feel when it comes from Muhammad Ali Khan of Hoti. Chairperson should command the same respect you command and she has nothing to do with the Government. She is a Deputy Chairman of this House. She was acting as Chairman, I again say categorically Sir, that the Government wanted and wants to continue even today, say that there are sixteen Senators who are going to China alongwith you Sir. The Deputy Chairman is also going away outside. There are others too, I am told, because I was contacting Imdad Awan as well as Hamid Raza Gillani this afternoon and yesterday I was told they were still not back today and they were not back in the country as yet. They are in the south America or in the United States and they have not arrived. It was on account of this reason that the House had been

adjourned.

We have no objection if it continues all the time Sir, even after the 3rd and I have no objection if the tours are cancelled and the House continued. We only want the participation of the Senators, whether they belong to the Government side or whether they belong to the Opposition. We respect their opinion. We want them to participate in the deliberations of this House and that is the reason for which we would seek an adjournment of anything like that.

I again repeat that the House may continue if you, Mr. Chairman, are prepared to postpone your visit to China and the other Senators. I was going with you to China and I am not going because of the Session. There are others who were going to China. Some of them are not going on account of the session. So, this must be kept in mind and giving impression to the people outside that we are making fun of everything. Let us not make such allegations against each other. We respect you and at least you should have respect for the Chairperson who had been elected by you, who is a neutral person.

Mr. Chairman: Thank you.

Mr. Sartaj Aziz: I would like to draw the attention to one important tradition which this House has maintained and that is on the convening and adjournment of the Session, there is consultation between the Government and the Leader of the Opposition or the Opposition Members. This is particularly necessary in the case of a requisitioned session which has been requisitioned by the Opposition. If there were any circumstances which justified an adjournment for a longer period, there was absolutely no difficulty; for the Leader of the Opposition was present right from the begining to the end of the Session and

there should have been.....

Mr. Chairman: My request to you would be even now you should carry on the traditions and the Leader of the House is there and this is much better if this consultation of process continues.

(interruption)

Mr. Chairman: Yes, Syed Faseih Iqbal.

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے وہ ختم ہوگئی ہیں ، چلیں جی فصیح اقبال صاحب آپ ۔

حافظ حسین احمد۔محترم آپ کا رابطہ نہیں تھا محترمہ سے ۔

جناب چیئرمین۔جی میں اصل میں باہر تھا اور میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ جی چیئرمین صاحب بھی نہیں ہیں ڈپٹی چیئرمین صاحبہ بھی جارہی ہیں بہرحال کچھ misunderstanding تھی ۔ تو اب معاملات جو ہیں وہ معمول پر آگئے ہیں ۔ جی جناب فصیح اقبال صاحب ، آپ میرے خیال میں تقریر کر چکے ہیں۔

سید فصیح اقبال ۔ جناب ہمارا آدھا گھنٹہ تو اسی میں ضائع ہوگیا

جناب چیئرمین۔جی آج کا آدھا گھنٹہ نہیں ۔

سید فصیح اقبال ۔یہ اس دن بھی ہوا آپ دیکھیں یہ افہام وتفہیم سے چلے گا ۔

جناب چیئرمین۔آپ کتنے منٹ تقریر کر چکے ہیں ۔

سید فصیح اقبال ۔ آدھہ گھنٹہ تو آپ نے اسی میں لگایا ۔ میں تو کچھ نہیں کرسکا ۔ کیونکہ اس مسئلہ پر میں بیس منٹ بولا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔تو کتنا وقت آپ کو چاہیے ۔

سید فصیح اقبال ۔ابھی بیس منٹ اور چاہییں مجھے ۔

جناب چیئرمین۔دیکھیں پورا وقت تو بیس منٹ ہوتا ہے ۔

سید فصیح اقبال ۔نہیں نہیں جناب ! پچھلی مرتبہ آپ تشریف نہیں لائے تھے ایک

ایک گھنٹہ اس موضوع پر وقت دیا گیا ہے ۔ اور یہی ایک موقع ہے کہ ----

جناب چیئرمین۔ آپ کو خصوصی جو لیڈر کا حق ہوتا ہے یعنی لیڈر کو ۲۰ منٹ کی اجازت ہے آپ کو ۲۰ منٹ کی اجازت ہے ۲۰ منٹ کر چکے ہیں ۱۰ منٹ اور کرلیں ۔ ۱۰ منٹ میں wind up کر دیں ۔

Further discussion on the Address of the President

سید فصیح اقبال ۔جب سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے accountability کا مسئلہ کبھی نہیں حل ہوا ۔ جب بھی accountability کا مسئلہ آتا ہے ہمیشہ ڈیپارٹمنٹس سے چھوٹے چھوٹے افسروں کے لئے چپڑاسیوں اور پٹواریوں کو تو نکال دیا جاتا ہے اس ملک میں یہ کچھ ہوتا ہے میں 1985ء سے دیکھ رہا ہوں ----

جناب چیئرمین۔ایک منٹ جی ، میں بہت شور سن رہا ہوں مہربانی کرکے مولانا صاحب ! آپ بیٹھ جائیں تقریر ہو رہی ہے ۔ مخدوم صاحب ۔

سید فصیح اقبال ۔ہمارے ایک نئے سینیٹر جن کے بارے میں آج سنا تھا ان کے وارنٹ نکلے ہیں خدا کا شکر ہے کہ وہ آگئے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آپ سب تشریف رکھیں مخدوم صاحب تشریف رکھیں تقریر ہو رہی ہے اس میں disturbance ہو رہی ہے اور گیلریز میں بھی کچھ شور ہو رہا ہے مہربانی کرکے آپ ذرا خاموش رہیں ۔

سید فصیح اقبال ۔میں accountability کی بات کر رہا تھا کہ اس ملک میں آج تک کسی حکمران پارٹی یا ان لوگوں کی جو اس ملک پر قابض رہے ہیں یا ہمارے ان بیورو کریٹس کی جو اس ملک میں چالیس سال سے حکمران ہیں کبھی بھی کسی کی accountability نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ جو اس وقت کرپشن عروج پر ہے میرے خیال میں کہ کوئی ڈیپارٹمنٹ ملک میں ایسا نہیں ہے جہاں کرپشن اپنے عروج پر نہ ہو ۔ اور جو فیصلے اس وقت ملک کے ایسے اداروں میں ہو رہے ہیں ان کو بھی لوگ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ابھی حال ہی میں

کچھ فیصلے ہوئے ہیں ۔ ری کنڈیشنڈ گاڑیوں کے سلسلے میں، لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ نہ کچھ ہوا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ کم از کم جو وزراء اور جو وزیر اعظم ہیں while in office ہوں، ان کے لئے کوئی پارلیمنٹری کمیشن یا جوڈیشنل کمیشن بنایا جائے جس سے definitely ہمارا رابطہ ہو اور تمام چیزوں کی چھان بین تب ہو جب وہ آفس میں ہوں جب وہ آفس سے چلے جاتے ہیں تو ہمارے ملک میں بڑا victimization ہوتا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ بغیر اپوزیشن کے جمہوریت نہیں چل سکتی لیکن ہم لوگوں کے اندر ایسا مزاج پیدا ہوگیا ہے کہ ہم کسی کی تنقید برداشت نہیں کرسکتے ۔ جب یہ لوگ منتخب ہوتے ہیں اور جب کوئی وزیر اعظم بن جاتا ہے وہ ڈکٹیٹر کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے ۔ جتنی میں نے حکومتیں دیکھی ہیں ان میں سوائے معدودے چند کے سب کا یہی حال رہا ہے کہ خوشامدیوں کا ایک ٹولہ ہوتا ہے جو اس کو چلاتا ہے اور ہمارے جو بیوروکریٹس ہیں ان کا تو آپ نے حال دیکھا ہی ہے ۔

ابھی چار ماہ پہلے جو ہماری اسمبلی جلی ہے اس کے بارے میں آج تک کوئی بحث یہاں نہیں ہوئی کہ اس انکوائری کا کیا ریزلٹ نکلا۔ آج میں ایک میٹنگ سے آیا ہوں وہاں اس کے لئے اب یہ فیصلہ ہوا ہے کہ repairs میں ۱۸ کروڑ روپے خرچ ہوں گے کیا یہ ظلم نہیں ہے اس ملک میں کہ ۱۸ کروڑ روپے صرف اس ہال کو بنانے کے لئے لگیں گے ۔ لیکن جس غفلت سے یہ جلی ہے جس کی وجہ سے جلی ہے جس سازش سے جلی ہے آج تک اس کا پتہ نہیں چلا ہے اس لئے کہ اس میں کئی شعبے ملوث ہوں گے ۔ اگر سی ڈی اے کی غلطی ہے یا ہماری اسمبلی کے کسی فرد کی غلطی تھی یا سیکورٹی کی کمی تھی تو اس میں ذمہ داری کسی کی ہوتی ہے آج تک اس انکوائری کا پتہ نہیں چلا ۔ بلکہ ایک ایسی کمیٹی بنی ہے جو ٹینڈر وغیرہ سب کر چکی ہے اب یہ تعمیر کا کام شروع ہے ۔

آپ اندازہ کریں کہ ہمارے ملک میں قومی دولت کا کس قدر ضیاع ہو رہا ہے اور کبھی بھی حکام کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اس میں وزیر اعظم کا فرض تھا کہ سب سے پہلے اس کی انکوائری کراتیں، تب فیصلہ ہوتا، ہم دو مہینے کہیں اور بھی بیٹھ سکتے تھے، آج ہم نے سینٹ کو کیا اس قابل نہیں بنا دیا کہ اس ہال میں قومی اسمبلی کا اجلاس ہو سکے لیکن آپ دیکھیئے کہ اس چیز پر کتنی بڑی خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے کہا

جاتا ہے کہ یہ عمارت بارہ سال میں بنی یعنی ہمارے ملک میں ادارے کے لئے جو پاکستان کا سمبل ہے جو ہماری یونٹی ہے فیڈریشن کی اس کے لئے ہمارے لوگ کتنے serious ہیں ۔

میں نے عرض کیا تھا اس دن کہ لاء اینڈ آرڈر کی حالت بہت خراب ہے جو ہم روزانہ اخبارات میں پڑھ رہے ہیں اگرچہ بعض صوبوں میں تو بہتر حالت ہے بلوچستان میں لیکن آپ دیکھیں ، پنجاب میں ، سندھ میں ، اور سرحد میں بھی لاء اینڈ آرڈر اس طرح سے روز بروز خراب ہو رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے ، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو عوامی ادارے ہیں منتخب ادارے ہیں ان کی accountability نہیں ہو رہی ۔ وہ صرف آپس ہی میں لڑنے جھگڑنے میںمصروف ہیں ۔ اب تک ہمارے سو دن ہوگئے ہیں ہمیں اس وقت تک settle ہو جانا چاہیے تھا اندازہ کیجیئے کہ بلوچستان کا وزیر کسی کابینہ میں نہیں تھا ابھی چھ دن پہلے آیا ہے جتنے ہمارے فیصلے ہوئے ہیں کابینہ میں اس میں بلوچستان کا وزیر نہیں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے کیسے فیصلہ ہمارے اوپر لاگو ہو سکتا ہے جب فیڈریشن میں حکومت میں ہمارا نمائندہ نہ ہو ، ٹھیک ہے آئینی طور پر یہ بات غلط ہو سکتی ہے لیکن morally یہ ضروری ہے کہ ایسے اداروں میں جن میں ملک کے چاروں صوبوں کے لئے فیصلے ہوتے ہیں اس میں ہمارے صوبے کی نمائندگی ہونی چاہیے تھی ، اب یہ ہمارا ایک آدھ وزیر لے لیا گیا ہے ، بہرحال وہ 90/95 دنوں کے بعد ۹۰ دن تک آخر جو فیصلے ہوئے ہیں ان میں بھی تو ہمارے بلوچستان کی نمائندگی کی ضرورت تھی ۔

جب بھی نئی حکومت آتی ہے پھر اپنی نئی پالیسیاں شروع کرتی ہے ، میں نے ابھی سنا ہے کہ ایجوکیشن منسٹر نے کہا ہے کہ ہم نئی ایجوکیشن پالیسی کا اعلان کریں گے یعنی افسوس کا مقام ہے کہ ڈیڑھ سال کی محنت کے بعد فخر امام صاحب نے ایک ایجوکیشن پالیسی کا اعلان کیا تھا ، آخر قومی فیصلے اس طرح نہیں بدلا کرتے ، یعنی ایک عجیب اتفاق ہے کہ جتنی حکومتیں آئی ہیں ہر حکومت نے اپنی پالیسی دی ، اب ایک زرعی پالیسی نئی ہوگی ، انفارمیشن کی نئی پالیسی نئی ہوگی تو یہ کس طرح سے آپ کا ملک چلے گا ، یہ فیصلے قومی ہوتے ہیں اس میں آپ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں مل کر پالیسیاں بناتے ہیں اور یہ واحد ملک ہے کہ ابھی تک ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا ۔ اگر ہم ان کو ہٹاتے ہیں

تو یہ بھی کوئی اس کا علاج تو نہیں ہے ۔ اس اسمبلی کو اپنی ٹرم پوری کرنی چاہیے ۔ لیکن حکومت پر موثر اگر کوئی اطلاق accountability کا ہو سکتا ہے تو وہ اپوزیشن کا وجود ہے اور اپوزیشن کو وہی مراعات ملنی چاہییں ، جو ان کا حق ہے ۔ ہر جمہوری حکومت میں اپوزیشن government in waiting کہلاتی ہے ۔ ہمارے ملک میں اپوزیشن دشمن سمجھی جاتی ہے ۔ میں کہتا ہوں جو آج کی حکومت ہے وہ کل کی اپوزیشن تھی اس کا بھی یہی حال ہوا تھا ۔ لوگ اٹھ اٹھ کے بات کرتے تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپس میں رواداری کی فضا ہونی چاہیے ۔ اور یہ ۹۰ دن اور ۱۰۰ دن ہو چکے ہیں ۔ ہمیں اب سوچنا چاہیے کہ ایک دوسرے کا احترام کریں، قانون اور آئین کے تحت چلیں ۔

میں نے چھوٹے یونٹوں کے حقوق کی بات کی تھی ۔ آپ نہیں تھے میں نے عرض کیا تھا کہ بلوچستان کا حصہ ابھی سروسز میں پورا نہیں ملا unemployment موجود ہے ۔ آج تک بلوچستان سے جتنی بھی حکومتیں رہی ہیں ۔ پچھلی نواز شریف کی رہی ہے ۔ بینظیر صاحبہ کی رہی ہے ۔ پھر بینظیر کی آئی ۔ پھر نواز شریف کی حکومت آئی مگر بلوچستان کو اس کی نمائندگی کا حق نہیں ملا ۔ آج مرکز میں ہمارا کوئی فیڈرل سیکریٹری نہیں ہے ۔ کسی کارپوریشن میں کوئی آدمی نہیں ہے ۔ میں اس لئے بار بار یہ کہتا ہوں کہ کاش خدا را ان کے کانوں تک یہ بات پہنچے، یہ بیٹھے ہیں ہمارے شیر افگن صاحب جو کبھی اس کا جواب نہیں دیتے ۔ آج ۹ وزیر آئے تھے ۶ چلے گئے ہیں ۔ ان کو سننا چاہیے کہ جو زیادتی ہو رہی ہے چھوٹے صوبوں کے ساتھ اس کا مداوا آپ کریں ۔ سب سے پہلے آپ ان کو ساتھ لے کر چلیں ۔ ان کے حقوق دیں ۔

کوئی مسئلہ پاکستان میں اس قسم کا نہیں ہے جو حل نہ ہو سکے ۔ ہمارے ہاں بے پناہ وسائل ہیں ۔ بے پناہ دولت ہے ۔ صرف استعمال اور طریقہ کار کا مسئلہ ہے ۔ آپ سروسز میں پوری نمائندگی ہمارے صوبے کو نہیں دیتے ہیں ۔ ہمارا کوئی آدمی اس وقت پاور بلاک میں نہیں ہے ۔ وزیر کا ہونا بھی اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کی پوری نمائندگی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یعنی 1935ء کے ایکٹ کے تحت جو لوکل گورنمنٹ کو پاورز حاصل تھیں آج وہ ہماری اس حکومت کو حاصل نہیں ہیں ۔ کسی بھی حکومت نے اپنے آپ کو آئین کے تحت نہیں چلایا ۔ سارا کام ایسے ہی ہوتا ہے ۔ جب

حکومت بن گئی ہے انہوں نے مخصوص چند خوشامدی حواریوں کے مشورہ سے کام چلایا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ تمام صوبے ایک دوسرے کا احترام کریں، وفاق کو وفاقی آئین کے تحت چلائیں، 1973ء کا آئین ہے جتنا اس کو مسخ کیا گیا، اس کے باوجود ابھی آپ کے پاس ایسے ادارے ہیں، آپ کے پاس آئینی ادارہ ہے CCI کا، آپ کے پاس مالیاتی ایوارڈ کا اور فنانس کمیشن کا ادارہ ہے ۔ آپ کیوں نہیں ان کا اجلاس بلاتے، ابھی ہمارے صوبے کی رائلٹی کا مسئلہ چلا ہے، یعنی ڈیڑھ سال ہوگیا ہے اب تک کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی ۔ جس طرح میں سمجھتا ہوں ہوں کہ یہ ایک آئینی ادارہ ہے اس کا اجلاس فوری طور پر بلائیں ۔ اس میں چاروں صوبے مل کر کام کریں۔ جب یہ کہا جاتا تھا کہ ۶۰ سال کے بعد پانی کا مسئلہ حل کیا، وہ بیوروکریٹس نے حل نہیں کیا تھا، اسمیں چاروں صوبوں کے لوگ بیٹھے تھے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرکے فیصلہ کیا اگر آج بھی یہ بیٹھیں تو ایسے بہت سے قومی مسائل جو ہیں وہ انہی آئینی اداروں میں حل ہو سکتے ہیں۔

میں عرض کررہا تھا کہ پالیسیوں کے بارے میں کہا گیا کہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے ابھی اس وقت پاکستان کے اندر جو سکیمیں چلی تھیں، میں نہیں چاہتا کہ ان کو defend کروں، لیکن ایک بات یہ ہے کہ جو بھی وزیر اعظم آیا ہے جب وہ چلا گیا ہے تو اس کی ہر سکیم ختم کردیتے ہیں، اور یہ بھی افسوس کا مقام ہے کہ جو وزیر اعظم آتا ہے وہ اپنے نام سے سکیم شروع کرتا ہے، یعنی یہ قومی سکیمیں ہیں یہ حکومت کا پیسہ ہے، یہ Tax payers کا پیسہ ہے، کسی ذات کا یا پارٹی کا پیسہ تو نہیں ہوتا، ہمیں خیال رکھنا چاہیے، ہمارے اکثر بیوروکریٹس ایسا کرتے ہیں کہ جب کوئی سکیم ہوگی وہ وزیر اعظم کے نام کے ساتھ شروع کریں گے، یعنی ییلو کیب سکیم کوئی نواز شریف کی سکیم تھی، وہ نواز شریف کی سکیم تو نہیں تھی، اگر اس میں نقائص ہیں تو ان کو بھی پکڑئیے جن لوگوں نے اس میں پیسے کھائے ہیں، ان کی بڑی طویل فہرست ہوگی۔ اس میں بڑے بڑے بیوروکریٹس ہوں گے بڑے بڑے افسران ہوں گے یہ ساری چیزیں ایسی ہیں اس میں صرف سیاست دانوں کا نام لینا غلط ہے ۔ اگر پالیسی میں نقص ہے تو اس پالیسی کو ختم نہیں کرنا چاہیے ۔ اس نقص کو دور کرنا چاہیے یا آپ عوام کے سامنے حقائق پیش کریں یا اگر کوئی

چیز غلط ہے تو اس کے حقائق پیش کریں ۔ چونکہ ہمارے ملک پر جو بھی ترلہ گرا ہے وہ چھوٹے صوبے پر گرا ہے ۔ اور یہ فیصلے جو ہمارے ایسے ادارے کرتے ای سی سی وغیرہ میں آپ کو یہ پتہ ہے کہ ہمارے ملک میں جتنے معاہدات ہوتے ہیں یعنی غیر ملکی قرضوں پر سیکریٹریز کے دستخط ہوتے ہیں ۔ کبھی عوامی نمائندہ دستخط نہیں کرتا افسوس یہ ہے کہ ہم لوگ خود ان کے ہاتھ میں کھلونے بنے ہوئے ہیں بیورکریٹس کے اوپر ہم بات نہیں کرتے کہ ہمارے سسٹم میں ہمارے نمائندوں کا کیا رول ہے ۔ ایک advisory role بھی نہیں ہے ۔ آتے ہیں تقریریں کرتے ہیں چلے جاتے ہیں کیونکہ جتنی قراردادیں ہمارے سینٹ نے پاس کی ہیں کسی قرارداد کا فیڈرل گورنمنٹ نے نوٹس نہیں لیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ صوبائی اسمبلیوں کی کتنی قراردادیں فیڈرل گورنمنٹ کے پاس پڑی ہوئی ہیں کسی نے نوٹس لیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے تو اس قسم کے معاملے میں احساس محرومی اس حد تک بڑھتا ہے کہ لوگ پھر آگے چلے جاتے ہیں ۔

آپ دیکھیں جب سے قیام پاکستان ہوا ہے آج تک کسی نے کسی کو انصاف نہیں دیا یعنی لوگوں نے سفارشوں پر وہ تمام چیزیں حاصل کرلی ہیں ۔ لیکن ایک عرض کروں چیئرمین صاحب آپ کے توسط سے کہ اگر آپ نے ملک کو وفاقی آئین کے تحت چلانا ہے تو ہم مل بیٹھ کر مسائل حل کریں اور اب وقت آگیا ہے کہ بجائے ہم غیر ایشوز پر اپنا وقت ضائع کریں ہم بیٹھ کر بہت سے ایسے ایشوز ہیں جس طرح کشمیر کمیٹی بنا لی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ سینٹ میں ہمارے لاءمنسٹر صاحب نہیں ہیں وہاں ایک باقاعدہ موشن پر ڈیبیٹ ہوئی اور یہ فیصلہ کیا کہ چیئرمین عنقریب اسی اجلاس میں کشمیر کمیٹی کا اعلان کریں گے ۔ اعلان کیا آپ نے ؛ نہیں کیا ۔ ہم نان سیریس ہوگئے ہیں ۔ ایسے قومی مسئلوں پر آپ جوائنٹ کمیٹی بنائیں دو چار لوگ جس سبجیکٹ میں ہیں آپ کشمیر کمیٹی میں شامل کریں ۔ اب اسی کمیٹی نے چاروں صوبوں کا دورہ کیا بڑا اچھا مستحسن قدم ہے ۔ اس حکومت کا لیکن اس میں سینٹ کی بالکل کوئی نمائندگی نہیں ہے تو ہم یہ مقابلہ نہیں کررہے پارلیمنٹ کی جو روایات ہیں انہی کے تحت آپ حکومت چلائیں اور یہ پرسنل حکمرانی نہیں چلے گی کسی کی بھی یعنی کوئی بھی آنے والا کوئی کون ہوگا اور یہ ایک عجیب بدقسمتی ہے کہ جب بھی کوئی حکومت آتی ہے ۔ اس کو اسی دن سے کہتے ہیں کہ اس کو ہٹاؤ اور جو دوسرے آتے ہیں ۔ پھر ان کے

پیچھے پڑجاتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو وقت ملنا چاہیے لیکن اگر یہ اپنے مینڈیٹ سے ذرا بھی آگے جائے تو آپ کی اپوزیشن کا پورا فرض ہے کہ اس کی سرزنش کرے پارلیمنٹ میں سارے فیصلے ہونے چاہییں ۔ ہم ان سے پہلے بھی کہتے رہے ہیں کہ فیصلے پارلیمنٹ سے باہر کیوں ہوتے ہیں ۔ یعنی یہاں ڈیبیٹ ہو کسی بھی سکیم کو آپ لانا چاہتے ہیں تعمیر وطن ہو پیپلز پروگرام ہو اگر پروگرام عوام کے مفاد میں ہے تو اس پر ڈیبیٹ ہو اچھی تجاویز آسکتی ہیں لوگ ایکسپرٹ موجود ہیں آخر یہ وہاں کے منتخب نمائندے ہیں یہ یہاں ان سے کیوں پوشیدہ رکھا جاتا ہے ۔ اور اب تک یہی ہوا ہے کہ جب بھی کوئی فیصلے ہوتے ہیں وہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتے وہ لوگ کون لوگ ہیں یعنی آپ اندازہ کریں آپ کے ملک کا 50 فیصد بجٹ ۹۰ فیصد بجٹ تو آپ کا سود کی ادائیگی میں جارہا ہے ۔ جو دس فیصد ہے وہ بھی نان پراجیکٹیڈ بجٹ جارہا ہے اور آپ جو اسمبلی میں معاملے آتے ہیں تو کہتے ہیں ان کو مراعات دو ۔ ارے صاحب constituencies میں ان کا کوئی تعلق نہیں رہا الیکشن لڑنے کے بعد جب آگئے اور یہاں جو رویہ دیکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں بہت افسوسناک ہے ۔ یہاں پر جتنی ڈیبیٹس ہوئی ہیں جتنی ہم نے قراردادیں پاس کی ہیں ٹیلی فون کے ٹیکس کے اوپر ہم نے کہا آپ دیکھیں کیئرٹیکر گورنمنٹ نے کیا فیصلے کئے آئی ایم ایف کے ساتھ آج تک نہیں پتہ یہ راز ہے ۔ جو اس حکومت کو پیش کرنا چاہیے پارلیمنٹ میں اگر آئی ایم ایف نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا تو وہ کون سی کنڈیشنز ہیں وہ کون سی modalities ہیں جو پاکستان نے accept کی ہیں ۔ یعنی آپ اپنے ملک میں لوگوں کو کس قدر پریشان کر رہے ہیں salaried class کو ایک عام آدمی بڑا پریشان ہے ہر چیز دوگنی اور تگنی مہنگی ہوگئی ہے ۔ اس وجہ سے کہ صاحب آئی ایم ایف خوش ہو لیکن آپ دیکھیں کہ prices اور wages دونوں کا تعلق ایک جگہ ہے امریکہ میں بجلی بڑی سستی ہے بھئی امریکہ میں اگر ہے تو امریکہ کے لوگوں کو آپ دیکھیں ان کی wages کو بھی تو دیکھیں یہاں پر یہ تو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس تو بڑی سستی ہے امریکہ کا مقابلہ کریں ۔ وہاں کم از کم تنخواہ 1500 اور 1800 ڈالر ماہانہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ لوگ حقیقت پسندانہ رویہ نہیں اختیار کریں گے اور عوام کو آپ مزید بوجھ تلے دبائیں گے ۔ آپ تک کسی بھی حکومت نے عوام کو کچھ نہیں دیا ۔ گرانی بڑھتی گئی ہے ۔ سیمنٹ کا یہ عالم ہے کہ 130 اور 140 روپے فی بوری تک ہوگیا ہے ۔

گھی کی قیمت تین گنا بڑھ گئی ہے ۔ پرائیویٹائیزیشن اس لئے ہوا تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر کام کرے گا لیکن اس سیکٹر نے ظلم کی انتہا کردی کہ اسی چیز کو خرید کر ڈبل ریٹ میں بلیک میں بیچ کر ادائیگیاں کیں یہ تھا پرائیویٹائیزیشن۔ ۔ اور ابھی بھی جو ہوگا وہ بالکل اسی طرح کا ہوگا ۔ مختلف نہیں ہوگا ۔ اس لئے خدا کے لئے قومی مسائل پر حکومت کو اور اپوزیشن کو مل بیٹھ کر کوئی ایسی پالیسی بنانا چاہیے تاکہ ملک آگے چلے تاکہ کام نہ رکے دوسری دنیا میں ہماری کتنی جگ ہنسائی ہو رہی ہے ۔

ایسے ایشوز پر ہم لڑ رہے ہیں مثلاً صوبائی خود مختاری ۔ جن چیزوں کا یہاں فیصلہ ہو چکا ہے اس کے لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ ہے کہ طریقہ کار اختیار کیجئے ۔ سی ۔ سی ۔ آئی ۔ کی میٹنگ بلائیے ۔ فنانس کمیشن ہے ۔ اس کو بلائیے ۔ چاروں صوبوں کے نمائندے آئیں گے ۔ اس میں منتخب نمائندے ہیں ۔ وزراء ہیں ۔ وہ فیصلے کریں گے ۔ اس ملک میں کسی صوبے کی شکایت ہے۔ سب سے زیادہ شکایت صُوبہ بلوچستان کو ہے وفاق سے پہلے تو ہمارا صوبہ نہیں تھا ۔ صوبہ بننے ہی نہیں دیا گیا۔ 1970 سے صوبہ بنایا ہمارے پاس کوئی پورٹ نہیں ہے ۔ اب جب باری آئی سڑکیں بنانے کی ۔ موٹر وے کے نام سے ہمیں بند کردیا گیا ۔ بھائی ہمیں موٹر وے نہیں چاہتیے ۔ ہمیں تو صرف ہائی وے چاہیے ہمیں تو ایک ایسی رابطہ سڑک چاہتیے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اگر سنٹرل ایشاء میں آپ نے رابطہ رکھنا ہے اور بلوچستان اور سرحد دو صوبے ہیں ان سے آپ دوسرے ملکوں کو لنک کرسکتے ہیں ۔

پی ۔ آئی ۔ اے نے اب نرخ بڑھا دیئے ہیں جو عام آدمی نہیں ادا کرسکتا ۔ مکران آپ خود گئے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ۲۸ فلائیٹس ۔ ژوب میں کیسے لوگ جائیں گے ۔ کم از کم 24 گھنٹے بسوں میں لگتے ہیں ۔ سڑکوں کی یہ حالت ہے ۔ ---

جناب چیئرمین۔ آپ اب وائنڈ اپ کریں ۔

سید فصیح اقبال ۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ میرے جتنے پراجیکٹ ہیں ۔ فریز کردیئے گئے ہیں ۔ حکومت جواب دے اور یہ بتائے کہ سینڈک جو ہمارا ایک 25 سالہ پرانا پراجیکٹ ہے ۔ اس کے فنڈز کیوں روک دیئے گئے ہیں اس میں کٹوتی ہوگئی ہے ۔ اگر آپ کٹوتی کریں گے تو پھر یہ جو 1995 ، میں بن رہا ہے پھر یہ فائدہ نہیں دے گا ۔ پھر آپ ۱۰۰ کروڑ نقصان

اٹھاتے ہیں۔

سٹیل مل ایک سفید ہاتھی ہے ۔ آپ نے کیوں پال رکھا ہے ۔ اور سینڈک آپ کو برداشت نہیں ہے ۔ اور آپ میرانی ڈیم کو دیکھیں وہ بھی ختم ہو گیا ہے ۔ ہماری رتوڈیرو ، شہداد کوٹ کی سڑک ہے ۔ جو خضدار تک ہے ۔ اس کو کہہ رہے ہیں کہ موٹر وے بن رہی ہے ۔ ارے وہ تو سو ڈیڑھ سو سال پرانی سڑک ہے ۔ بلکہ کئی ہزار سال سے یہی راستہ ہے ۔ سندھ تک خضدار سے جو بند کردیا گیا ہے ۔ اور جیسے بھی تھا گوادر میں ایک پورٹ کی منظوری ہوئی تھی ۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ فوری طور پر اس کو منسوخ کردیا گیا ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے جتنے پروجیکٹ ہیں ۔ اور 34 یا 35سال سے منظور ہو رہے ہیں ۔ آپ کے ٹی ۔ وی اور ذرائع ابلاغ سے لوگ بڑے گمراہ ہو گئے ہیں ۔ اب اس پر بھی مسئلہ آئے گا کہ اپوزیشن کو مناسب کوریج دینی چاہیئے ۔ میں اس کے لئے پہلے بھی لڑتا رہا ہوں ۔ جب محترمہ بے نظیر صاحبہ وزیر اعظم تھیں ۔ اس وقت بھی یہ مسئلہ تھا کہ اس وقت بھی اپوزیشن کا مسئلہ تھا ۔ کچھ دنوں تک معاملہ چلا پھر معاملہ خراب ہوگیا ۔ میں اب پھر درخواست کرتا ہوں کہ اپوزیشن کو جو ان کا حصہ ہے ملنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔شکریہ جناب ۔

سید فصیح اقبال ۔میرے دو چار پوائنٹ رہ گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔آپ نے آج پھر بیس منٹ لے لئے ہیں۔

سید فصیح اقبال ۔ایک تو ہمارے junipar forest کا مسئلہ تھا میں نے اسی ہاؤس میں قرارداد منظورکروائی تھی کہ حکومت وہاں سوئی گیس کی لائن پہنچا دے ۔ آپ دیکھیں کتنی بڑی زیادتی ہے کہ گیس وہاں پیدا ہوئی اور وہاں سے تمام پاکستان کو سپلائی ہوئی ۔ اور بڑی خوشی کی بات تھی کہ پاکستان کے لوگوں نے اس سے فیکٹریاں چلائیں ۔ اگر آپ گیس زیارت تک لے جائیں جہاں دنیا کا دوسرا بڑا جنگل ہے ۔یعنی junipar forest ۔ تاکہ وہاں پر لوگ صرف سردیوں میں جلانے کے لئے استعمال کرسکیں ۔ آبادی بڑھ گئی ہے گاؤں کے لوگ کہاں جائیں ؟ اور کیا کریں ؟ وہاں پر ۔ اور وہاں پر ایک ایسی بیماری بھی پیدا ہوئی ہے ۔ لیکن ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ نے اس پر توجہ نہیں دی ایگریکلچر منسٹر صاحب تھے وہ بھی

اٹھ کر چلے گئے ۔ ورنہ ان کے لئے یہ بات تھی ۔ کھاد کا مسئلہ تھا ۔ کھاد ہمارے ژوب اور مکران کے علاقوں تک نہیں پہنچ رہی اور ہماری وادیوں میں جہاں پانی موجود ہے ۔ ہم استعمال اس لئے نہیں کر سکتے کہ ٹریکٹر وہاں نہیں مل رہے ۔ ہمارے پاس ٹریکٹر کی ضرورت ہے اب مشکل یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں جو ہیں میں یہ اس لئے عرض کررہا ہوں کہ صدارتی تقریر میں ان تمام چیزوں کی نشاندہی کی ہے آپ نے کہا ہے کہ اس طرح سے مل بیٹھ کر کام ہو گا یہ جمہوریت میں حزب اختلاف کو یہ کرنا چاہیے جو آپ کی نصیحتیں ہیں بڑی اچھی ہیں لیکن یہ پریکٹس میں تو آئیں اب آپ اندازہ کریں کہ ہمارے گیس کے مسئلے پر میں سمجھتا ہوں کہ وہ وزیر صاحب بھی چلے گئے ۔

جناب چیئرمین۔اب ختم کریں ۔

سید فصیح اقبال ۔بس اب ختم کررہا ہوں ۔ میں پھر اپنی تمام چیزوں کو دہراتا ہوں ۔ کہ پہلے جس وقت یہ نظام بنا ہے اس سے بڑا اچھا نظام دنیا میں نہیں ہے ۔ اب آپ بتائیں تجربے کرنے کے بعد یہ آمریت ۔ جتنی بھی آمریت اچھی ہو اس سے لنگڑی لولی جمہوریت بہتر ہے ۔ جمہوریت پر چلنے کے لئے جو اس کے آداب ہیں اس کے طریقے ہیں جو ان کی requirement ہے وہ ہمیں پوری کرنی چاہیں ۔ اور وفاقی آئین کے تحت چھوٹے یونٹ ہوں یا بڑے یونٹ ہوں ہم سب برابر ہیں اور ہمیں پوری توجہ دینی چاہیے ۔ جو میں نے بلوچستان کی چارج شیٹ بتائی ہے اور عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کیا ہے کہ ابھی تک ہمارے مالیاتی اداروں میں ہماری کارپوریشنوں میں میں ' بار بار کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے وعدہ کیا (وزیر اعظم نے)۔ ابھی بہت سی appointment ہوئی ہیں ۔ ۱۰۰ دن میں کی ہوئے ہیں ابھی تک بلوچستان سے کوئی نہیں ہوا میں توجہ افضل صاحب کیطرف دلانا چاہتا ہوں جو بڑے ماشاء اللہ اچھے سیاستدان ہیں اور کئی مرتبہ کوئٹہ آچکے ہیں ۔ اب تک کسی جگہ بلوچستان سے کوئی appoint نہیں ہوا ۔ دوسروں صوبوں کے ہوئے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ میرٹ پر بھی ہماری نمائندگی کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں اچھا ہے ۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

پانی کے سلسلے میں یہ عرض کررہا تھا کہ پٹ فیڈر کینال پر ایک ایک بہانہ

کرکے اس کو بھی روک دیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بلوچستان کے لئے لائف اینڈ ڈیتھ کا مسئلہ ہے ۔ پٹ فیڈر اگر وہ بھی نہ ہوا تو ہمیں پانی کیسے ملے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ان تمام چیزوں پر توجہ دینی چاہیے اور ہمارے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے ۔ اب حکومت تبھی چل سکتی ہے جب ملک کے بارہ کروڑ کو ساتھ لے کر چلیں اور جو پروگرام ہوں وہ پارلیمنٹ کے ذریعے چلیں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین۔بہت شکریہ ۔ جی جناب اعجاز جتوئی صاحب ۔ آپ حافظ صاحب کے بعد کریں گے ۔ اچھا آپ ابھی آئے ہیں باتیں بہت کرتے ہیں وہ سپیکر disturb ہو رہا ہے یا آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب سے بہت سی باتیں کرنی ہیں ۔ -- جی حافظ صاحب ایک منٹ ۔ اس سے پہلے جام کرار الدین غیر حاضر ۔ مسٹر محمد افضل خان صاحب جی آپ تقریر کریں گے ۔ آج میں ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ پہلے ہی ہم نے اس پر بہت وقت لگا دیا ہے ۔ اس کو آج ختم کرنا ہے آپ تقریر کریں اور اس کو ختم کریں ۔ جی جناب پوائنٹ آف آرڈر پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد۔اگر آپ غور کریں کہ سینٹ کے وہ ممبر جو وزیر ہیں انہیں تو حق حاصل ہے بحث میں حصہ لینے کا لیکن وہ ممبر جو سینٹ کے ممبر نہیں ان میں سے کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ wind up کرتے ہوئے بول لے ۔

جناب چیئرمین۔میں ابھی اس پر رولنگ نہیں دینا چاہتا یہ ایک مشکل مسئلہ ہے اگر افضل صاحب بولنا چاہیں تو فرمائیں ۔ آپ کے ساتھیوں نے کہہ دیا ہے چھوڑیں جی ٹھیک ہے ۔ حافظ حسین احمد صاحب بیس منٹ ۔

حافظ حسین احمد۔ویسے افضل خان صاحب بول سکتے ہیں ہاں صرف سینٹ کا نہیں ہے قومی اسمبلی کا بھی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! مجھ سے پہلے میرے معزز رفقاء نے قائم مقام صدر کی تقریر پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ اگر آپ اس تقریر

پر بحث کے دوران اس کرسی پر تشریف فرما نہ ہوتے تو ہمارے لئے زیادہ آسانی ہوتی۔ جناب چیئرمین! ظاہر ہے کہ آپ نے اس حوالے سے تقریر نہیں کی بلکہ ---

جناب چیئرمین۔جناب میں نے، نہیں کی وہ تقریر صدر نے کی ہے۔

حافظ حسین احمد۔جناب میں نے خود سنی آپ بول رہے تھے۔

جناب چیئرمین۔وہ صدر کی تھی۔ اب وہ صدر کی تقریر ہے۔

حافظ حسین احمد۔جناب چیئرمین ! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک رسم ہے اور غالباً پرانے ادوار میں جب شہنشاہ اپنے عوام اور رعایا کو سالانہ درشن دینے کے لئے ان کے سامنے آتے تھے اس کو ہم کچھ جمہوری اور پارلیمانی انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ کیا آپ نے کوئی شاہانہ رنگ دیکھا تھا اس تقریر میں؟

حافظ حسین احمد۔جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔ کوئی شاہانہ رنگ دیکھا یا فقیرانہ رنگ دیکھا۔

حافظ حسین احمد۔نہیں جی، اصل میں آپ کی اپنی تقریر نہیں تھی۔ جناب چیئرمین، ہم سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے آپ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے کہ یہ تقریر بالذات تھی یا تقریر بالجبر تھی یا اس میں کتنا حصہ آپ کا تھا اور کتنا حکومت نے بنایا تھا۔ بہرحال میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ویسے بھی صدر صاحب جتنے بھی ہیں آپ کے علاوہ وہ سارے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کو دیا جاتا ہے وہ پڑھتے ہیں۔ آپ نے تو آگے چل کر پھر بھی کچھ الفاظ اپنی طرف سے کہے تھے۔

جناب چیئرمین ! ایک بات جو کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی صدور تشریف لائے ہیں وہ کوئی ڈیڑھ دو سال سے پرانی اسمبلی کو خطاب کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہر وقت ایک نئی نویلی اسمبلی ہو تاکہ ہم اس سے خطاب کرسکیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی یہ موقع میسر کیا اور آپ نے بھی اپنی تقریر کو اسی انداز سے شروع کیا کہ مجھے بھی یہ موقع میسر آیا ہے کہ میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کروں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ اسمبلی عوام کی نمائندہ اسمبلی ہے۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ صرف یہ اسمبلی نہیں بلکہ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۰ء کی اسمبلیاں بھی عوام کی منتخب اسمبلیاں تھیں ۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان جمہوری اداروں کو آئین وہ تحفظ فراہم نہیں کر سکا جس کی یہ مستحق تھیں ۔

جناب چیئرمین ! میں یہاں یہ بھی عرض کروں کہ اس وقت ہمارے ملک میں جو نظام رائج ہے نہ یہ پارلیمانی ہے اور نہ یہ صدارتی نظام ہے ۔ بلکہ یہ نظام صدارتی اور پارلیمانی نظام کا ایک مجموعہ اور ملغوبہ ہے جس سے ہم یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہاں پر پارلیمانی نظام رائج ہے ۔ یہاں پر نہ آج تک صحیح اسلام آسکا ۔ نہ یہاں پر صحیح سوشلزم نافذ ہوا ، نہ یہاں پر کوئی بنیادی جمہوریتوں کا نظام پنپ سکا اور نہ یہاں پر پارلیمانی نظام رائج ہو سکا ۔

صدر کے قومی اسمبلی توڑنے کے اختیار کے خلاف ایوان کے دونوں طرف کے ممبران کرام صرف سینٹ نہیں بلکہ قومی اسمبلی میں بھی بارہا یہ بات دہرائی گئی کہ جناب آٹھویں ترمیم کو ختم کیا جائے لیکن افسوس کی بات یہ کہ جب ہم برسراقتدار ہوتے ہیں تو ہمارے نظریات کچھ اور ہوتے ہیں اور جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوتے ہیں تو ہمارے نظریات کچھ اور ہوتے ہیں ۔ اس حوالے سے میں عرض کروں کہ جو سیاسی بحران صدر غلام اسحاق خان کے قومی اسمبلی توڑنے سے پیدا ہوا اور جناب محترم نواز شریف کی حکومت ختم کی گئی اور اس کے بعد سپریم کورٹ میں اس اسمبلی کے بحالی کے لئے درخواست دی گئی اور عوامی سطح پر بھی سابق وزیر اعظم نے پورے ملک کے دورے کئے اور جناب چیئرمین صاحب ! 58-2(b) کے تحت توڑی جانے والی وہ اسمبلی بحال ہوئی لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب چیئرمین ! اتنی جدوجہد کے بعد جو اسمبلی بحال کی گئی اس کو دوبارہ کس نے توڑا ، کیا اسے دوبارہ غلام اسحاق خان نے توڑا ، کیا اسے دوبارہ چیف آف آرمی سٹاف نے توڑا ، کیا اسے دوبارہ کسی اور غیر مرئی طاقت نے توڑا یا اسے دوبارہ جناب محمد نواز شریف نے توڑا ، میں یہ منطق سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگر وہ چیز ' وہ اقدام ' جو غلام اسحاق اٹھاتے ہیں وہ تو ناروا ہے لیکن کافی جدوجہد کے بعد ایک جمہوری ادارہ بحال ہوتا ہے اور اس کے بعد وہی اقدام ، اور اسی آئین کے کسی آرٹیکل کے تحت اگر سابق وزیر اعظم اٹھاتے ہیں تو وہ اقدام جائز ہوتا ہے ۔ جناب چیئرمین ! ہم پہلے سمجھتے تھے کہ شاید کسی ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے سابق وزیر اعظم نے قومی اسمبلی توڑی لیکن انہوں نے قومی اسمبلی کے اندر

مشترکہ اجلاس کے دوران دبہ کہہ دیا تھا کہ میں نے برضا و رغبت اور بقائمی ہوش و حواس قومی اسمبلی توڑنے کے فیصلے پر دستخط کئے۔

جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں ، کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہو یا پاکستان مسلم لیگ دونوں بڑی پارٹیاں آٹھویں ترمیم کے خلاف ہیں لیکن آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ کیا ان دونوں پارٹیوں نے اس پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان میں، سینٹ میں یا قومی اسمبلی میں، کوئی قرارداد پیش کی ہے یا انہوں نے کوئی آئینی ترمیم پیش کی ہے۔ پچھلے دور میں نواز شریف صاحب کو دو تہائی اکثریت حاصل تھی کاش وہ اس آئینی اختیار کو صدر سے چھین لیتے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور دوبارہ وہ خود اس کا شکار بنے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ تو قصہ پارینہ تھا لیکن آج کے اخبارات آپ اٹھا کر دیکھیں کل جو سابق وزیر اعظم نواز شریف صاحب یہ کہتے تھے کہ غلام اسحاق خان نے غلط اقدام کیا ہے اور اسمبلی کو جاری رہنا چاہیے آج وہی نواز شریف اخبارات میں شہ سرخی لگائے بیٹھے ہیں اور وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کو توڑا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! آخر یہ دوغلی پالیسی کب تک ہماری سیاست میں رہے گی؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر دونوں جماعتیں واقعی یہ سمجھتی ہیں کہ پارلیمانی نظام جاری رہے، جو پارلیمانی نظام بھی کہلانے کا مستحق نہیں ، ہمارا نظام ، انہیں چاہیے کہ کم از کم اس پر بیٹھ کر متفقہ طور پر کوئی لائحہ عمل طے کریں۔ جناب غلام اسحاق خان پر آپ دونوں متفق ہو سکتے ہیں ، دونوں پارٹیاں ، معین قریشی پر آپ کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ جناب صاحبزادہ یعقوب خان پر آپ متحد ہو سکتے ہیں اور جناب آپ کو بھی دونوں برداشت کرسکتے ہیں تو پھر بیٹھ کر اس پارلیمانی جمہوریت کی بقا کے لئے آٹھویں ترمیم کا خاتمہ کیوں نہیں کرسکتے؛ میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے جو بات کی اس کی تائید کروں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قومی اسمبلی توڑنا غلط ہے لیکن یہ غلطی کب سرزد ہوتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ آئینی اخبارات میں بھی توازن پیدا کیا جائے اور وہ آئینی اختیارات صدر سے لے لئے جائیں۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اس ایوان کی قدر و منزلت اور ساکھ کو اس حد تک بڑھانا ہے کہ آئندہ کسی کو اس ایوان کی قسمت سے کھیلنے کا نہ تو بہانہ ملے اور نہ ہمت ہو، بالکل آپ نے صحیح فرمایا لیکن میں اس میں یہ اضافہ کروں گا

کہ اسے نہ بہانہ ملے ، نہ ہمت ہو اور نہ اس کے پاس اس کا آئینی اختیار ہو ۔ جناب چیئرمین صاحب ! ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت وہ موقع ہے کہ ہم مستقبل میں اپنے ان آئینی اداروں کے تحفظ اور بقاء کے لئے کوئی فیصلہ کریں ۔ یقیناً ہمارے معیار بدلتے ہیں ۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے اس دن اپنی تقریر میں بڑی اچھی بات کہی انہوں نے کہا تھا کہ اسلم بیگ صاحب جو ہیں وہ سازشی تھے میں اس بحث میں پڑے بغیر صرف اتنا عرض کروں گا کہ آخر سازشیوں کو پھر تمغہ جمہوریت کیوں دیا گیا ۔ ہمارے ہاں ایک عجیب مسئلہ ہے کہ جب تک آپ کرسی پر ہوں تو آپ سب کچھ ہیں آپ کو تمغہ جمہوریت بھی ملتا ہے، آپ کو سب سے بڑا اعزاز دیا جاتا ہے ۔ سب جھک جھک کر ملتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ جناب اگر آپ نہ رہے تو ملک نہیں رہے گا اورجس دن کرسی سے اتر گئے تو پھر کہتے ہیں کہ اگر یہ کچھ دن اور رہتا تو ملک نہ رہتا ۔

جناب چیئرمین ! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت جو آئینی صورتحال ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں ان آئینی اداروں کے مستقبل کے بارے میں واضح طور پر اپنا موقف قوم کے سامنے پیش کریں اور ایک متفقہ لائحہ عمل پر کاربند ہوں ۔

جناب چیئرمین صاحب ! میں مختصراً عرض کروں گا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ پاکستان کا نظام ایک وفاقی نظام ہے میں یہی گزارش کروں گا کہ صوبائی خودمختاری یعنی ۱۹۷۳ء کے آئین میں جتنی صوبائی خود مختاری دی گئی تھی اور وہ ایک ایسا آئین ہے جس میں تمام صوبوں کے نمائندوں نے اس پر دستخط کئے تھے ظاہر ہے شاید آج کے حالات میں وہ صوبائی خودمختاری کم ہو اس میں اضافے کی ضرورت ہو لیکن میں پوچھنا چاہوں گا کہ جب اس آئین پر دستخط ہوئے تھے اس وقت سے لے کر آج تک کیا صوبائی خود مختاری کے ان وعدوں پر عمل در آمد ہو سکا ۔ ہمارے ملک قاسم صاحب جو اس سینٹ کے قائد ایوان ہیں ایم آر ڈی کے دوران وہ اس کمیٹی کے چیئرمین تھے ۔ تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر صوبائی خود مختاری کا چارٹر بنایا وہ میرے خیال میں آج بھی کہیں اس کی کسی دراز میں پڑا ہوگا ۔ میں یہی کہوں گا کہ اگر ان چار اکائیوں کو اکٹھے رکھنا ہے اور ملک کی سالمیت اور استحکام کے لئے کوئی ضامن ہو سکتا ہے تو جناب چیئرمین صاحب وہ صوبائی خودمختاری ہے ۔ اس وقت آپ کا ایوان ، سینٹ کا ایوان جو میرے خیال میں سب کی آنکھوں میں کانٹا بنا رہتا ہے لیکن میں

صرف اتنی سی عرض کروں گا کہ پارلیمانی نظام میں سینٹ کی جو اہمیت ہے ۔ جو حیثیت ہے افسوس ہے کہ اس کو نظرانداز کیا جاتا رہا ۔ سینٹ کے اختیارات کے بارے میں بھی غور کیا جائے جناب ملک قاسم صاحب تشریف لائے ہیں ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہے وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں کہ وہ آئین میں ترامیم لانا چاہتے ہیں ۔ اس کے لئے میری یہی گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ اکیلے بیٹھ کر فیصلہ کریں اس کے لئے چاہیئے کہ آپ دونوں ایوانوں سے تمام سیاسی جماعتوں کو چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا ان کا تعلق حکومت سے ہو ۔ تمام امور کے بارے آراء لیں اور کے مطابق ایک آئینی ترمیم کا package تیار کریں ۔

جناب چیئرمین !یہاں پر آئین کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کی بات کی گئی ۔ کہ قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جائے ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جناب اس وقت جو قرارداد مقاصد ہے اس میں ایک نظام کے بارے میں واضح طور پر کہا گیا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کاش اس تقریر میں اس کی طرف بھی اشارہ ہوتا ۔ میرا مقصد نظام شریعت سے ہے کہ کاش یہ کہا جاتا کہ جناب اسلام کی اور قرآن و سنت کی بالا دستی ہو ۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ قرآن و سنت کو supreme law بنائیں گے تو کس طرح بنائیں گے لیکن میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ صرف جمعیت العلمائے اسلام نہیں جماعت اسلامی نہیں مذہبی جماعتیں سیاسی جماعتیں نہیں بلکہ یہ تمام سیاسی جماعتوں کے منشور میں موجود ہے ۔

جناب چیئرمین ! میں یہی گزارش کروں گا کہ یہاں پر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا یا ایک دوسرے کے خلاف بیانات دینا یاایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کرنا وہ اس جمہوری روایت کے منافی ہے آج تو صورتحال یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو وہ فوراً کہہ دیتا ہے کہ جناب افسوس کی بات ہے یہ پارلیمنٹ نہیں کہ آپ پارلیمانی زبان استعمال کریں حالانکہ ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ آج پارلیمانی زبان اب گالی اور گلوچ کو کہا جاتا ہے اور از راہ تمسخر وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم پارلیمانی زبان استعمال نہیں کرتے یعنی ہم گالی گلوچ نہیں دیتے ۔

جناب چیئرمین ! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت انتخابات جن کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا اور جس کے لئے یہاں کوئی ایک بندہ بشر نہیں مل سکا ۔ اب پورے

پاکستان میں ، مملکت خدا دادپاکستان میں ایک بھی ایسا بندہ نہ مل سکا کہ وہ پاکستان میں انتخابات کرائے ۔ پاکستان کی سیاسی جماعتیں اس پر اعتماد کریں ۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی مشترکہ ان کی choice تھی اور مشترکہ ان کی پسند تھی کہ جناب معین قریشی صاحب تشریف لے آئے ۔ پہلے ہمیں گندم دی جاتی تھی ۔ قرضے دیئے جاتے تھے ۔ اس دفعہ انہوں نے پورا وزیر اعظم بھی ہمیں دے دیا ۔ لیکن اس وزیر اعظم نے ایک طویل فہرست جاری کی اور انہوں نے کہا کہ یہ تمام سیاستدان ، یہ تمام ارکان پارلیمنٹ ۔ یہ تمام کے تمام جو ہیں یہ بدعنوان ہیں ۔ یہ defaulters ہیں ۔ انہوں نے قوم کے خزانے کو لوٹا ہے ۔ وہ اشتہار چھپتا رہا ۔ اس کے لئے آرڈیننس جاری ہوئے اور غالباً قائم مقام صدر کے اس پر دستخط تھے ۔ جناب چیئرمین ! میں گزارش کروں گا کہ آخر وہ فہرست ہے کہاں پر ۔ وہ فہرست کھو گئی ہے ۔ اسے ضائع کردیا گیا ہے ۔ یا اسے دوبارہ حفاظت کے ساتھ غلافوں میں لپیٹ کرکسی safe میں رکھا گیا ہے کہ جناب اگلے انتخابات کے لئے پھر اس کو نکالا جائے ۔ جناب میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ تمام کے تمام سیاستدان واقعی بدعنوان تھے ، defaulters تھے ۔ اور ان کی فہرستیں چھاپی گئیں تو آخر موجودہ حکومت ان کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کرتی ۔ موجودہ صدر ان کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کرتے ۔ میں کہتا ہوں اگر وہ نہیں کرتے تو کم از کم پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کی جاتی ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پارلیمنٹ از خود ایک کمیٹی تشکیل دے اور ان لوگوں کی فہرستوں کو لیں اور ان کی جانچ پڑتال کریں اور قوم کو بتایا جائے کہ آیا وہ ارکان پارلیمنٹ حکومت کے افراد ہوں ان کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو. یا وہ اپوزیشن کے ارکان ہوں ان تمام کے اثاثوں کا جائزہ لیا جائے اور قوم کو بتایا جائے کہ جو فہرست فراہم کی تھی اس میں کتنی حقیقت ہے ۔ جناب چیئرمین ! اگر یہ نہیں ہوتا اور موجودہ حکومت بھی یہ نہیں کرتی اور پارلیمنٹ کی جو ذمہ داری ہے احتساب کرنے کی وہ بھی اس سے صرف نظر کرتی ہے تو پھر یہ کہنے میں ہم حق بجانب ہوں گے کہ جناب اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ پھر ہم یہ کہیں گے کہ اپنے مشترکہ مفادات کے لئے اور ایک دوسرے کے عیوب کو چھپانے کے لئے ایک دوسرے کے خلاف کارروائی نہیں کی جاتی ۔

جناب چیئرمین ! اس وقت ہماری اقتصادیات کا یہ حال ہے کہ ہم آئی ۔ ایم ۔ ایف اور یہودیوں کی سازش کے تحت اقتصادیات کے اس پوائنٹ پر پہنچے ہیں کہ جہاں پر آئی ۔ ایم ایف اور ورلڈ بنک کے، ہر ایک ناروا شخص کو ہم قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین صاحب ان defaulters کی لسٹ میں جتنے بھی ارب روپے جن کا بتایا گیا تھا کہ جناب ستر بہتر ارب روپے جو ہیں انہوں نے کھا لئے ہیں ۔ کیا ان تمام پیسوں کو حکومت نہیں لے سکتی ۔ کیا ہمارا قانون اور آئین اتنا کمزور ہے ۔ کہ اس کے تحت کسی بھی بدعنوان اور چور اور ڈاکو کا احتساب نہیں کرسکتا تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے ۔ جناب اگر واقعی انہوں نے بدعنوانی کی ہے انہوں نے چوری کی ہے ۔ انہوں نے قوم کے خزانے کو لوٹا ہے ۔ انہوں نے بنکوں کے قرضے ہڑپ کئے ہیں۔ انہوں نے کوآپریٹو سوسائٹیز کے پیسے کھائے ہیں تو خدا کے لئے ان کو سرعام لایا جائے اور ان کے اثاثوں کو سرعام نیلام کرکے ایک ایک پیسے کا حساب لیا جائے ۔ اگر یہ حساب لیں گے تو اربوں روپیہ جمع ہوگا پھر ہمیں آئی ایم ایف کے در پر امریکی سامراج کے در پر کشکول گدائی لے کر جانے کی ضرورت درپیش نہیں ہوگی ۔

جناب چیئرمین ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آخر احتساب کے لئے بھی آپ کو کسی بیرونی imported شخص کی ضرورت پیش آئے گی ۔ انتخابات کے لئے تو دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے معین قریشی کے نام پر صاد کیا لیکن کیا احتساب کے لئے بھی اس پوری مملکت خدا داد پاکستان میں کوئی بھی آدمی نہیں ہے کیا اس کے لئے بھی کہیں اور سے آدمی منگوائیں گے ۔

جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت دونوں رہنما جنہوں نے پتہ نہیں کس کے کہنے پر افتتاحی اجلاس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی بات کی تھی جس کا تذکرہ آپ نے فرمایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس انداز میں تعاون جاری ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ وتعاونو علی البر والتقویٰ۔ اگر وہ تعاون کریں گے تو اس چیز پر تعاون کریں بجائے اس کے کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب کھڑے ہوں کہ جناب آپ اس فہرست کو شائع کریں ۔ اقبال حیدر صاحب کیفیٹیریا میں کہیں کہ جی ان کا نام تھا کبھی ان کے خاندان کا نام تھا۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چاہے وہ زید ہو، بکر ہو،

حسین احمد ہو ، کوئی بھی ہو وہ احتساب سے مستثنیٰ نہیں ہے ۔ اس وقت قائد ایوان بیٹھے ہیں حکومت کے وزراء بیٹھے ہیں اگر حکومت اس کے لئے تیار نہیں ہے تو میں یہ مطالبہ کروں گا کہ ایوان بالا ایک کمیٹی تشکیل دے ۔ جناب چیئرمین ! اور وہ جو کم ازکم اس ایوان کے ممبر ہیں اس کا احتساب کریں ۔

جناب چیئرمین ! آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔اب آپ wind up کرلیں ۔

حافظ حسین احمد۔میں کرتا ہوں جناب ظاہر ہے کہ آپ بھی اپنی تقریر سے تنگ ہیں ۔ جناب ! گزارش یہی کروں گا کہ آپ نے کہا تھا حکومت ڈاکوؤں ، چوروں ، سماج دشمن عناصر اور انہیں پناہ دینے والوں کی سرکوبی کا موثر نظام لانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ یہی میں گزارش کروں گا کہ کیا ڈاکو وہ ہیں کہ کوئی گھر لوٹے اس کے چہرے پر نقاب ہو ہاتھ میں کلاشن کوف ہو ۔ میں تو ڈاکو اس کو بھی سمجھتا ہوں جو پارلیمنٹ کا ممبر ہے اور قومی خزانے کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتا ہے ۔ اس کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو ، میں سمجھتا ہوں جناب ! اسے بھی بے نقاب کیا جائے ۔

جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کے حوالے سے میں نے ایک بات کی تھی کہ یہاں پر ہمیں بجٹ پر رائے زنی کا حق حاصل نہیں ، ہم اس پر ووٹ نہیں دے سکتے ۔ صوبائی خود مختاری کے بارے میں ابھی ہم اب تک کوئی پیش رفت نہ کرسکے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے بلوچستان کے لئے جو منصوبے ہیں اس کی طرف میں مختصر الفاظ میں کچھ عرض کروں گا ۔ جناب چیئرمین ! سینڈک پروجیکٹ جو پاکستان کا ایک قدیم ترین پروجیکٹ ہے اور پیپلز پارٹی کے دور میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں اس پر کام شروع ہو ۔ آج بائیس سال گزرنے کے بعد بھی اس پر کام مکمل نہیں ہوا ۔ جناب ! جہاں سے سونا نکلتا ہو ، جہاں سے تانبا نکلتا ہو برادر ملک چین کی مدد سے تمام کام مکمل ہو چکا ہے اب صرف چند ماہ کا کام مکمل باقی ہے لیکن نگران حکومت کے دور میں اس پروجیکٹ کے جو فنڈز تھے انہیں منجمد کیا گیا اور تقریباً اس میں ایک ارب روپے کی کٹوتی کی گئی ۔ جناب چیئرمین ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سوئی گیس ہے کوئلہ ہے ماربل

ہے سینڈک پروجیکٹ میں جو تانبا ہے [illegible] ہے ' یہ پاکستان کا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ پاکستان کا ہے تو بلوچستان بھی پاکستان میں ہے اور اگر بلوچستان کو آپ الگ رکھیں ، سرحد کو آپ الگ رکھیں ' سندھ کو آپ الگ رکھیں ' پنجاب کو الگ رکھیں ۔ تو یہ صوبے تو بن سکتے ہیں پاکستان نہیں ۔ جناب چیئرمین ! ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر سینڈک پروجیکٹ کے جتنے بھی فنڈز ہیں جو انہوں نے منجمد کئے ہیں یا جن میں کٹوتی کی گئی ہے وہ بحال کئے جائیں ۔ کیونکہ برادر ملک چین کے ماہرین جو ہیں انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم مئی 1994ء تک یہ پروجیکٹ مکمل کرلیں گے ۔ اور یہاں سے production شروع ہو جائے گی ۔

اس کے ساتھ ساتھ ہی میں گزارش کروں گا گوادر پورٹ کے متعلق اور بولان میڈیکل کالج اور انجینئرنگ کالج جو ہیں یہ سارے کے سارے ہمارے انتہائی بالغ منصوبے ہیں' کوئی اٹھارہ سال سے زیر تکمیل ہے کسی کو پندرہ سال ہو گئے ہیں کسی کو بائیس سال ہوئے مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا جناب کہ یہاں پر کئی منصوبے مکمل ہوگئے موثر وسے ہے ۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ گوادر، تربت ، پنجگور ، خضدار ' ان علاقوں میں جو کچی سڑکیں ہیں جناب چیئرمین صاحب! کیا ان کی طرف کوئی توجہ دی جائے گی۔

جناب چیئرمین صاحب ! کشمیر اور خارجہ پالیسی کے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے ۔ میں یہی مطالبہ کروں گا کہ ہم حقیقت پسندانہ انداز اپنائیں ۔ کیونکہ آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ کشمیر کے متعلق عالمی رائے عامہ ہمارا ساتھ دے ، کشمیر کے متعلق پورا عالم اسلام ہمارا ہم آواز ہو تو پھر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کشمیر جو ہماری شہ رگ ہے اس کشمیر میں تڑپنے والی لاش اور صومالیہ میں مسلمان کی تڑپنے والی لاش میں کوئی فرق نہیں ۔

جناب چیئرمین صاحب ! یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ آپ خود تو یہ کہیں کہ پورا عالم اسلام کشمیر کے متعلق ہمارا ساتھ دے اور ساتھ ہی ساتھ صومالیہ میں ہماری افواج اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے سینوں کو چھلنی کرے ۔

جناب چیئرمین صاحب ! ہم اس حد تک گئے گزرے ہیں کہ امریکہ اس وقت اپنی تمام فوجیں صومالیہ سے واپس بلا رہا ہے اور اس کی جگہ پر تمام کی تمام پاکستانی افواج جو ہیں' چارج سنبھال رہی ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب ! ہم سمجھتے ہیں اور صومالیہ سے مطالبہ کرتے

ہیں اور میں اپنے تمام ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ ایک قرارداد کے ذریعے --- کیونکہ پارلیمنٹ سے کوئی پوچھتا نہیں فوجیں بھیجی جارہی ہیں ' پارلیمنٹ کی supremacy ہے لیکن پارلیمنٹ کو پتہ نہیں ہے کہ صومالیہ میں کتنی فوج گئی ہے ؟-----

جناب چیئرمین-مہربانی کرکے وائنڈ اپ کریں ـ

حافظ حسین احمد ـ جناب چیئرمین صاحب ! میں یہی گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ سے پوچھا جائے اور پاک افواج اپنا ایک فرد بھی بھیجنے کے لئے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے ـ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ـ

جناب چیئرمینـ شکریہ ـ ڈاکٹر ریحان صاحب ' --- جی جناب مخدوم صاحب ـ

مخدوم خلیق الزمان ـ ابھی میں نے ایک تحریک استحقاق دی ہے ـ

جناب چیئرمینـمجھے وہ تحریک استحقاق مل گئی ہے ' اس کو کل لے لیں گے ـ

مخدوم خلیق الزمان ـ میں نے کہا کہ آپ کو بتا دیں ـ

جناب چیئرمینـ تاکہ گورنمنٹ کو نوٹس بھی ہو جائے ـ اقبال حیدر صاحب ـ --- ایک تحریک استحقاق ملی ہے ' مخدوم خلیق الزمان صاحب کی جانب سے ' وہ میں آپ کو دے دیتا ہوں تاکہ کل اس کو لے لیا جائے ـ

جناب اعجاز علی خان جتوئیـجناب والا ' میرا بھی ہے ـ

جناب چیئرمینـ کیا وہ اسی کے ساتھ منسلک ہے ـ اقبال حیدر صاحب ' ایک تحریک استحقاق وہ کل لے لیں گے ـ اس کی کاپی آپ کو آج دے دیں گے تاکہ آپ کو نوٹس ہو جائے ـ

سید اقبال حیدرـ کل کی بجائے ' اسے پرسوں پر رکھ لیں ـ یہ موشن ہے کیا مجھے اس کے بارے میں پتہ ہی نہیں ہے ـ

جناب چیئرمینـاسی لئے آپ کو دے رہے ہیں تاکہ آپ پڑھ لیں ـ

سید اقبال حیدرـرات کو تو کوئی انفارمیشن نہیں مل سکتی ہے ـ

جناب چیئرمین۔ نہیں ، اسے کل دیکھ لیں گے ۔ اگر آج تیاری نہیں ہے تو کل دیکھ لیں گے ۔ میرا مطلب یہ تھا ---

سید اقبال حیدر۔ کل نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہے جناب والا!-----

جناب چیئرمین۔ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی اس پر اعتراض کرنا ہے تو کل کریں ، آج تو آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ اس میں کیا ہے ۔ آج کو اس کی کاپی دے دیں جو بات بھی ہے وہ کل کرلیں۔

سید اقبال حیدر۔ برائے مہربانی اس کو پرسوں پر رکھ لیں ۔ ایک دن میں کوئی قیامت نہیں آ جائے گی ۔ کوئی مصیبت نہیں آ جائے گی ۔ کبھی ایسا نہیں ہوا ہے ----

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ، اسے کل لے لیں گے ۔ جی ، ڈاکٹر محمد ریحان صاحب ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ ۔ آپ نے مجھے صدر صاحب کے خطاب پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔ جناب میں مختصر وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا اور وہ باتیں جو میں نے اپنے ساتھیوں سے سنی ہیں ، ان کو نہیں دہراؤں گا ۔

جناب چیئرمین صاحب ! صدر صاحب نے اپنے ۲۸ اکتوبر کے خطبہ میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے دوران جمہوریت کے فروغ ، اس کی بقا اور ترقی کے لئے بڑی نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے ، دعائیں کی ہیں ۔ اور ماضی میں اسمبلیوں کو توڑنے ، اور ایوان کی قسمت پر کھیلنے پر رنج اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے مشورے دیئے ہیں ، کہ وہ آپس میں مل کر ایسی آئینی اصلاحات کریں تاکہ اس قسم کے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوسکیں ۔

جناب صدر نے اپنی اکتوبر کی تقریر میں انتخابات کو صاف ، شفاف اور آزادانہ و غیر جانبدارانہ کہا ہے ، جناب والا ، اس ضمن میں میں بڑے ادب کے ساتھ صدر صاحب کے ان خیالات سے اتفاق نہیں کروں گا کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ جب نگران حکومت برسر اقتدار آگئی تو انہوں نے آتے ہیں مہنگائی کا ایک بڑا عذاب اس ملک پر نازل کردیا اور روپے کی قیمت کم کردی ۔ پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتیں زیادہ کیں ۔ خوردنی تیل کی قیمت زیادہ کی ۔ آٹے کی قیمت زیادہ کی ۔ اس سے جو صورتحال پیدا ہوئی اس کے بارے میں ، اس وقت کے نگران وزیر اعظم نے ، مجھے یاد ہے وہ اس ایوان میں آئے تھے ، ساری

ذمہ داری نواز شریف کی حکومت پر ڈالی تھی ۔ انہوں نے کہا جناب مجھے اچھی طرح یاد ہے جناب آپ کو بھی یاد ہوگا اس ہاؤس کے فلور پر انہوں نے یلو کیب اور تعمیر وطن کے پروگراموں کی کس طرح سے مخالفت کی۔ جناب والا! اس کو ہم کیا (pre- poll rigging) نہیں سمجھیں گے ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت نے برسراقتدار پارٹی کے حامیوں کو بڑی فراخدلی سے شناختی کارڈ مہیا کئے گئے اس وقت الیکشن کے دوران بڑے پیمانے پر افسروں کے تبادلے کئے گئے یہ سب کچھ کس لئے تھا ۔ جناب والا ! صدر صاحب نے ملک کے بے پناہ مسائل کا ذکر کیا ہے جناب میں کہتا ہوں اقتصادی طور پر ہم بالکل مفلوج ہو چکے ہیں ۔ ہماری شرح خواندگی جو سرکاری افسروں کے مطابق ۲۰ فیصدی بیان کی جاتی ہے ۔ حقیقت میں جس کا ابھی تک صحیح اندازہ ہی نہیں لگایا گیا ہے میرے خیال میں اگر وہ 15 یا ۲۰فیصدی کے درمیان اگر ہو تو وہ بھی زیادہ ہوگی ۔ جناب والا ! اس قسم کے figures تو بیورو کریٹک rigmaroles صرف لوگوں کو دفتروں میں فائل کا پیٹ بھرنے کے لئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔

جناب والا ! آج ہمارے ملک میں طبقاتی طریقہ تعلیم نہ صرف رائج ہے بلکہ سرکاری سطح پر اس کی سرپرستی کی جاتی ہے ۔ جناب والا ! ایسے حالات میں ہم کس طرح--- یہ طبقاتی طریقہ تعلیم برطانوی سامراج کی باقیات ہیں جس کو ہم ابھی تک قائم رکھے ہوئے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ان کو ختم کرکے پورے ملک میں تعلیم عام کرنے کے لئے صحیح منصوبہ بندی کی جائے۔ جناب والا! جس طریقے سے ہم صحت کے بارے میں بہت پسماندہ ہیں قومی آمدنی کا صرف ایک فیصدی بجٹ اس پر خرچ کیا جاتا ہے ۔ اور preventive side پر تو بالکل صفر ہی خرچ کیا جاتا ہے اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا جب ایک قوم جس کی صحت کمزور ہو کس طرح اپنے دفاعی، اپنے تعمیری اور اپنی پیداواری سرگرمیوں میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں۔

جناب والا ! آج ہماری قوم کو بیروزگاری اور اس پر کمر توڑ مہنگائی کا سامنا ہے اور اس نے پوری قوم کا جینا حرام کردیا ہے ۔ جناب والا ! تعلیم یافتہ نوجوان جو ہنر کے زیور سے بھی آراستہ ہوتے ہیں وہ سارا دن روزگار کے پیچھے بھاگے دوڑے پھرتے ہیں اور frustration کا شکار ہو جاتے ہیں اور آپ آئے دن اخبارات میں نوجوانوں کی خود کشیوں کی افسوسناک خبریں بھی پڑھتے ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم جو کہتے ہیں کہ

منشیات بہت زیادہ پھیل رہا ہے اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ فرسٹریشن کی وجہ سے ہمارے نوجوان منشیات کے عادی بنتے جارہے ہیں اور ایک طریقے سے ہم پوری قوم نیشن آف ڈرگ drugaddicts بنتے جارہے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں اور میری تجویز ہے کہ بیروزگاری کی ایک بڑی وجہ جو ہے وہ ہماری آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ بھی ہے۔ اس طرف ابھی تک کوئی سنجیدہ توجہ نہیں دی گئی اور میں سمجھتا ہوں اس طرف top priority کی بنیاد پر توجہ ہونی چاہیے اس سلسلے میں علماء کی خدمات اور ان کا تعاون بھی ہونا چاہیے جیسے برادر اسلامی ملکوں ملائیشیا، مصر، ایران اور دیگر اسلامی ممالک میں ہوتا رہتا ہے۔

جناب والا! بیروزگاری کو ختم کرنے کے لئے اور اقتصادی طور پر ترقی کرنے کے لئے ملک میں سیاسی استحکام بہت ضروری ہے لیکن گزشتہ انتخابات کی وجہ سے ہم الٹے سیاسی عدم استحکام کا شکار ہوگئے۔ جناب والا! کیسے ممکن ہے ملک کے باہر سے investor یا ملک کے اندر انویسٹر ایک پولیٹکل غیر مستحکم ماحول میں انویسٹ کریں گے۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ ۷۰ء کے عشرے میں بغیر سوچے سمجھے جس طریقے سے چھوٹے چھوٹے انڈسٹریل یونٹس حتیٰ کہ فلور ملیں اور کاٹن کی ملیں بھی سرکاری تحویل میں لی گئی تھیں اور جس نے investors میں بے اعتمادی پیدا کردی اور ملک کا industrilization process جام ہوگیا۔ بڑی مشکلات کے بعد گزشتہ حکومت، نواز شریف صاحب اور ان کے اتحادیوں نے بڑی کوششوں سے ملک میں انڈسٹریلائیزیشن شروع کی او ر انڈسٹریلسٹ کا اعتماد بحال کرنے کی کوشش کی اور ملک میں انڈسٹریلائیزیشن کا نظام رائج کرنے کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ انہوں نے اس کے لئے انفراسٹرکچر، ملک میں شاہراہوں کی تعمیر اور ٹیلی کمیونیکیشن کا جال بچھانے کا کام شروع کیا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے چاہیے تو یہ کہ ایک جمہوری ملک میں اپوزیشن ملک کی تعمیری سرگرمیوں میں حکومت کا ہاتھ بٹائے اور اس کے ساتھ تعاون کرے۔ لیکن جس طریقے کے ساتھ ان تعمیری سرگرمیوں کو درہم برہم کرنے کے لئے اس وقت لانگ مارچ، ٹرین مارچ اور یہ مارچ اور وہ مارچ کے ذریعے افراتفری پیدا کی گئی وہ آپ سب کو معلوم ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ اس وقت یہ پروپیگنڈے شروع کئے گئے کوآپریٹو سکینڈل، موٹر وے پیلوکیب کے بارے میں مخالفانہ پروپیگنڈے شروع کئے گئے آخرکار جناب

والا ! نواز شریف صاحب نے جمہوریت کے نظام کو بچانے کے لئے اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا ۔ ہمارے محترم وزیر جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی تقریر مین نےسنی تھی انہوں نے اس وقت کہا تھا کہ موجودہ مسلم لیگ جو ہے میں مسلم لیگ کی وکالت نہیں کررہا ہوں لیکن اصولی طور پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ جو ہے یہ مارشل لاء کی پیداوار ہے اور مارشل لاء کی باقیات ہیں ۔ میں ان سے یہ بڑے ادب کے ساتھ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو صاحب جو ایوب خان کے مارشل لاء کے دوران ایک نمایاں وزیر تھے اور بعد میں پیپلز پارٹی کے بانی بن گئے ان کے متعلق وہ کیا سمجھتے ہیں۔

جناب والا ! موجودہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اسمبلی کے اجلاس میں تعاون کا مخلصانہ ہاتھ پیش کیا اتھا اور اب میں سمجھتا ہوں گیند حکومت کے کورٹ میں ہے ۔ کہ وہ ایک جمہوری نظام میں اپوزیشن ، جو حکومت کا نعم البدل ہوتا ہے اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتی ہے ۔

جناب والا !اس حکومت کے ۱۰۰ دن پورے ہوگئے یا ہونے والے ہیں لیکن اس دوران اپوزیشن کو کوئی بھی مثبت پیشکش نہیں کی گئی ، کہ وہ آکر قومی مسائل پر کوئی صلاح مشورہ کرے جبکہ الٹا ان کو defame کرنے ، ان کی کردار کشی کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں کہ جی نہ تو ان کے پاس کوئی پروگرام ہے اور ساتھ یہ بھی ییلو کیب ، موٹر وے کے گھپلوں میں کسی کو معاف نہیں کیا جائے گا اگر آپ کے پاس کچھ ہے تو سامنے لے آئیں کوئی بھی کسی غلط آدمی ، چور، ڈاکو کا ساتھ نہیں دے گا ۔ لیکن بجائے اس کے کہ آپ صرف الزام تراشی کریں ، بدنام کرنے کی مہم چلائیں اس سے اچھا یہ ہے کہ آپ باقاعدہ تحقیقات کریں اور تمام باتیں سامنے لے آئیں ۔

جناب والا! صدر صاحب نے بالکل بجا اور درست فرمایا ہے کہ وفاقی نظام میں صوبوں کی حیثیت ستونوں جیسی ہوتی ہے اور مرکز اس کے اوپر ایک چھت کی مانند ہوتا ہے۔ موجودہ وقت میں جبکہ مرکز پنجاب اور سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور صوبہ سرحد اور بلوچستان میں ان جماعتوں کی حکومت ہے جن پر ان صوبے کے عوام نے اعتماد کیا ہے پیپلز پارٹی والے ان کو اپنا نہیں سمجھتے ہیں تو دیکھیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہیں۔

جناب والا! صوبہ سرحد کے لیڈر آف دی اپوزیشن کو مرکز میں لاکر بٹھایا گیا ہے اور روزانہ وہاں پر اس صوبہ میں چاہیے سوئی گیس کے کنکشنز ہوں چاہے وہ ٹیلی فون

ایکسچینجز کی inauguration ہو یا واپڈا کی کوئی گرڈ اسٹیشن کا افتتاح ہو صوبائی حکومت کو بالکل اعتماد میں نہیں لیا جاتا او ر ایک قسم کا متوازن بلکہ مخالفانہ طرز اختیار کئے ہوئے ہیں - میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جب موجودہ، حکومت برسر اقتدار آگئی تو اسلام آباد پشاور موٹر وے کا منصوبہ کیوں ترک کیا گیا کیا اس لئے ترک کیا گیا کہ صوبہ سرحد کے لوگ جن کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا تھا اور بعد میں پشاور سنٹرل ایشین ری پبلک ، افغانستان اور مڈل ایسٹ کے ممالک کے ساتھ ایک بڑا تجارتی مرکز بن سکتا اتھا اسلام آباد پشاور موٹر وے کا منصوبہ ترک کیا گیا کیونکہ انہوں نے ایسے پارٹیوں کو ووٹ دیئے تھے جن کو موجودہ مرکزی حکومت پسند نہیں کرتی کیا ان کو یہ سزا دی جارہی ہے اس طریقے سے بلوچستان میں گوادر میں گہرے پانی کے بندرگاہ کا جو منصوبہ ہے اس کو بھی ترک کیا گیا ہے -

جناب والا !صوبہ سرحد میں کافی عرصے سے یہ سلسلہ چلا آ رہا تھا کہ افغانستان میں جب خوراک یا دیگر ضروریات کی ضرورت پڑتی تھی تو وہاں کی صوبائی حکومت اس کے لئے اجازت نامہ جاری حاصل کرتی تھی اچانک اب وفاقی وزیر داخلہ صاحب کا یہ کہنا کہ یہ وفاق کا سبجیکٹ ہے اور اس کا اختیار ہے - میں جناب والا وکیل نہیں ہوں اور نہ ہیں اس بحث میں پڑنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کا اختیا ر ہے لیکن ملک میں ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کرنا چاہیے اگر یہ اختیار وفاقی حکومت نے ہی سونپا تھا پہلے صوبائی حکومت کو تو بجائے اس کے کہ ان کو اعتماد میں لئے بغیر اچانک ان سے اس طریقے سے حقارت آمیز رویہ اختیار کرنا' آخر یہ ہمیں کس جانب لے جائے گا -

جناب والا! آپ سمجھتے ہیں کہ کھلاڑیوں کی ایک ٹیم ہوتی ہے اس میں ایک . کیپٹن ہوتا ہے اس میں گول کیپر ہوتا ہے اس میں دوسرے فارورڈ بیک ورڈ ہوتے ہیں لیکن اس میں چاہے کیپٹن گول کیپر پر اعتماد نہیں رکھتا تو اس کے ساتھ بات کرلیتا ہے یہ---- یہ irregularities ہیں ان کو آپ دور کرنے کی بجائے اس کو ایسے---- humiliate----- کریں اس کو ------disgrace کریں میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری اصولوں کے خلاف باتیں ہیں اور اس سے اس ملک میں جمہوریت کے نظام کو بہت نقصان پہنچے گا - جناب والا ! ہائیڈل پاور، کی بڑی جنریشن صوبہ سرحد میں ہوتی ہے لیکن آج لوڈشیڈنگ کے دوران سب سے زیادہ لوڈشیڈنگ کا جو شکار ہے وہ صوبہ سرحد ہوتا جارہا ہے یہ بڑی ناانصافی ہے اور چاہیے تو یہ کہ

اس کی کچھ اپنی requirment ہے ۔ ۶۰۰ میگا واٹ جبکہ میرے خیال میں ڈھائی ہزار میگا واٹ تک تقریباً اس کی پیداوار ہے ۔ صوبے کو اس سے exampt کیا جاتا ۔

اس کے ساتھ واپڈا کی privatisation کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ جناب والا! یہ تو صوبہ سرحد کی ایک جائیداد ہے اس کا اثاثہ ہے جو بات کرنی ہو پہلے وہاں کی حکومت جو وہاں کے لوگوں کی منتخب حکومت ہے اس کو اعتماد میں لینا چاہیے ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو آج کل صوبہ سرحد اور بلوچستان کے صوبوں کے ساتھ رویہ رکھا گیا ہے اور ان کے ساتھ جو مخالفانہ طرز روا رکھا گیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تلخیاں اور کشیدگیاں بڑھیں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ خدانخواستہ پھر وہ دن نہ آ جائیں کہ جب ۷۰ کے عشرے میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کی منتخب حکومت کو غیر جمہوری اور غیر آئینی طریقوں سے توڑا گیا اور ملک کو ایک طویل ترین اور سیاہ ترین مارشل لاء کی طرف دھکیل دیا گیا لیکن جناب والا ! یہ سب کچھ منحصر ہوگا موجودہ مرکزی حکومت کے رویہ پر اور مرکزی حکومت پر کہ وہ آئین اور جمہوری اصولوں کے مطابق حکومت چلانے اور اپوزیشن ضرور اس کے مثبت رویہ کے مطابق ہر قسم کی تعاون کرے گی ۔

جناب والا ! آخر میں افغانستان کے متعلق بات کروں گا اور اسی کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کروں گا ۔

جناب والا! سب کو علم ہے کہ آج افغانستان میں کیا ہو رہا ہے کابل شہر تباہ و برباد ہو رہا ہے وہاں پر جو خون بہہ رہا ہے میرے خیال میں پوری انسانیت جو ہے اس پر بڑی رنجیدہ اور غم زدہ ہے لیکن جو لوگ بے سر و سامانی کی حالت میں وہاں سے آ رہے ہیں یہاں پر ہماری مرکزی حکومت نے سرحد بند کی ہوئی ہے ۔ پہلے جب یہ افغانسان سے لوگ آتے تھے تو یہ بتایا جاتا تھا کہ جی ان کے ساتھ ہماری کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔ صرف ہم اسلام اور انسانیت کی بنیاد پر ہم ان کو پناہ دے رہے ہیں ۔ تو جناب والا ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا انسانیت میں کچھ کمی آگئی یا اسلام میں کچھ کمی آگئی کہ ان بے چاروں، ان یتیموں، ان بیواؤں، ان زخمیوں کے لئے سرحد بند کردی گئی ہے اور وہ اس سردی میں اس بے سرو سامانی میں وہاں پڑے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ! میں اس فلور آف دی ہاؤس پر مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ سرحد کو کھول دے تاکہ وہ بیچارے جو بڑی

مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی ان کا حق ہے کہ یہاں
وہ آ جائیں اور اسلام میں ان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ برادر اسلامی ملک میں پناہ لے لیں ۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani.

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, Sir, Mr. Raza Rabbani asked me to convey his request that he may be allowed to speak on the next sitting.

جناب چیئرمین ۔ آج ختم کرنا ہے اس کو کیوں لٹکا رہے ہیں ۔ رضا صاحب آگئے
ہیں ۔ آئیے رضا صاحب ۔ You know let us try to finish it. جتنی دیر لگے گی نہ questions
آتے ہیں ------

Syed Iqbal Haider: Sir, this is an unscheduled sitting.

Malik Muhammad Qasim: Sir, I have to make a submission.

Mr. Chairman: Yes, please.

Malik Muhammad Qasim: This is for the first time that I came to know that you want to finish this debate. I have to wind up this debate.

Mr. Chairman: Will you wind up this debate?

Malik Muhammad Qasim: Yes. I will wind up and it is not possible.

(interruption)

جناب چیئرمین ۔ بہرحال جتنی ہو سکتی ہے وہ کرتے ہیں ۔ then we will look into your problem.

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, Sir, I would request you that I may be allowed to speak tomorrow.

Mr. Chairman: I would request you to finish it today because if I

who want to speak. Please do not make unnecessary allegations.

Syed Iqbal Haider: Since many of our members were not aware about de bate...

(interruption)

Mr Chairman: Mr. Iqbal Haider, please sit down. Let me hear Mr. Raza Rabbani to whom I have given the opportunity. Yes, Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani:Sir, I would request for tomorrow.

(interruption)

Mr. Chairman: My personal opinion would be that who wants to wind up this debate, he needs timé. There is no doubt about it. So, we will give him time. But I would request you, if you can finish your speech today I will be very grateful.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would have bowed most humbly before your request but I would again insist on time for tomorrow, Sir.

Prof. Khurshid Ahmed: It is not a parliamentary privilege.

Mian Raza Rabbani: I am not talking about parliamentary privileges. When other members of the Opposition were allowed to change their day I don't see what heavens will fall if I don't speak today and I speak tomorrow.

Mr. Chairman: O.K. Tariq Ch. Sahib. (Note present) Ahsan Shah Sahib.

(interruption)

Mr. Chairman: A person who makes a request it is a different case. But the person who is not even present how can I allow him.

(interruption)

Mr. Chairman: Let me take you to the logical conclusion.

Syed Iqbal Haider: Sir, it is an unscheduled sitting and most of the members are not prepared to speak.

جناب چیئرمین۔ اگر ایک اجلاس جلدی میں بلایا جاتا ہے تو کیا اس دن کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے ؟

Syed Iqbal Haider: Sir, enough proceedings have already taken place, it is already past eight and if the proceedings are adjourned for day after tomorrow then there will be no harm and in any case the sitting normally continues till around 8 O' clock.

(interruption)

Mr. Chairman: In the context of doing work, there should be no objection.

Syed Iqbal Haider: Sir, I am prepared to work everyday but with proper notice.

Mr. Chairman: Please Iqbal Sahib, sit down. When I give you time then you get up. O.K.

Ali Haider Sahib. (Absent) Shahid Abbas Shah Sahib. (Absent) Raja Zafar-ul-Haq Sahib. (Absent) Zareef Mandokhel Sahib.

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! ۲۷ تاریخ کو صدر صاحب نے جو تقریر کی تھی اس تقریر کو میں ایک مفصل اور بہترین تقریر قرار دیتا ہوں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کوئی تقریر پر عمل کرنے والا بھی خدا پیدا کرے۔ ہمارے ملک میں چھیالیس سینتالیس سال گزر گئے ہیں یہاں ہمارے ممبران صاحبان تقریر کرتے

(interruption)

Mr. Chairman: Let me take you to the logical conclusion.

Syed Iqbal Haider: Sir, it is an unscheduled sitting and most of the members are not prepared to speak.

جناب چیئرمین۔ اگر ایک اجلاس جلدی میں بلایا جاتا ہے تو کیا اس دن کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے؟

Syed Iqbal Haider: Sir, enough proceedings have already taken place, it is already past eight and if the proceedings are adjourned for day after tomorrow then there will be no harm and in any case the sitting normally continues till around 8 O' clock.

(interruption)

Mr. Chairman: In the context of doing work, there should be no objection.

Syed Iqbal Haider: Sir, I am prepared to work everyday but with proper notice.

Mr. Chairman: Please Iqbal Sahib, sit down. When I give you time then you get up. O.K.

Ali Haider Sahib. (Absent) Shahid Abbas Shah Sahib. (Absent) Raja Zafar-ul-Haq Sahib. (Absent) Zareef Mandokhel Sahib.

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! ۲۷ تاریخ کو صدر صاحب نے جو تقریر کی تھی اس تقریر کو میں ایک مفصل اور بہترین تقریر قرار دیتا ہوں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کوئی تقریر پر عمل کرنے والا بھی خدا پیدا کرے۔ ہمارے ملک میں چھیالیس سینتالیس سال گزر گئے ہیں یہاں ہمارے ممبران صاحبان تقریر کرتے

ہیں۔ اچھی سے اچھی تقریریں کی ہیں اور آئندہ بھی کریں گے لیکن جو بنیادی چیزیں ہیں ہم لوگ اقوام متحدہ کی باتیں کرتے ہیں ورلڈ بنک ' آئی ایم ایف کی کرتے ہیں یہاں۔ ہماری گلی کوچوں کی باتیں ہم نہیں کرتے ہیں۔ آپ یہ دیکھ لیں اسلام آباد شہر کے ساتھ بیس یا تیس میل پر ایک دو ہفتے پہلے گیارہ آدمی قتل ہوئے ہیں ہم نے بہت کم تقریروں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے حوالے دیئے ہیں ۔ ایک دو مہینے پہلے لورالائی سے ژوب جاتے ہوئے ہمارے چھ آدمی قتل ہوئے ان پر ہم نے کبھی بحث نہیں کی ۔ میرے خیال میں جب تک ہمارے ملک میں لاء اینڈ آرڈرز کا situation بہتر نہیں ہوگا ہم کچھ بھی نہیں کرسکیں گے ۔ ہم کشمیر، فلسطین ' بوسنیا ' افغانستان کی باتیں کرتے ہیں یہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں ہم ان کے ہر دکھ درد میں شریک ہیں ۔ لیکن ہم نے آج تک یہ نہیں سوچا ہے کہ ہمارے کراچی اور حیدر آباد میں کیا ہو رہا ہے ۔ بوسنیا تک تو ہم سوچتے ہیں ۔ افغانستان اور کشمیر تک تو سوچتے ہیں ۔ پہلے ہم کو اپنے گھر کے اندر دیکھنا چاہیے ۔یہ لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے کس پہلو سے میں بیان کروں قتل ہوتے ہیں ۔ وہ تو ایک رواج بن گیا ۔ ہم کہتے ہیں مرنے دیں ۔ دوسرا کار چوری ہے ۔ دن میں پندرہ بیس کاریں خالی کراچی سے اغواء ہوتی ہیں پھر پتہ نہیں کہ افغانستان پہنچتی ہیں یا بلوچستان یا فرنٹیئر یا پنجاب میں بکتی ہیں اس کی طرف ہم نے توجہ نہیں دی ۔ رشوت کی حالت یہ ہے کہ میرے خیال میں اب تو رشوت کو کوئی رشوت نہیں کہتا ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ ہمارا حق ہے اگر کوئی کسی افسر کے گھر پر پیسہ نہیں پہنچاتا تو وہ دروازے پر بھی دستک دیتے ہیں ۔ ہمارے اصوبے ہیں سی اینڈ ڈبلیو ' لوکل گورنمنٹ ہے ۔ پی ڈبلیو ڈی ہے دس بیس محکمے ہیں ہر ایک محکمے میں کمیشن فکس ہے کہ فلاں صاحب کی اتنی کمیشن ہے فلاں کی اتنی پرسنٹ ہے اس طرف ہماری کسی حکومت نے توجہ نہیں دی ہے میں یہ تقریر بحیثیت اپوزیشن پارٹی کے نہیں کررہا میں بحیثیت ایک پاکستانی کے یہ کہتا ہوں کہ یہ کون ٹھیک کرے گا ۔ میرے خیال میں تو اگر ہمارے ملک میں ایک ابھی صاحب اقتدار شخص کسی موقعہ پر استعفیٰ دے دیتا ہے کہ اس ملک کے حالات ہم سے نہیں سنورتے' نہ میں رشوت کو روک سکتا ہوں' نہ میں قتل و غارت کو روک سکتا ہوں' نہ ڈکیتیوں کو روک سکتا ہوں' اس لئے میں مستعفی ہوتا ہوں ' اور میں دوسرے کو موقع

دیتا ہوں شاید وہ ان چیزوں پر کنٹرول کرے تو میرے خیال میں اس شخص کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا۔ ہمارے ملک میں ابھی یہ روایت بنی ہے کہ جس پارٹی کی حکومت ہوتی ہے دوسری پارٹی کا سب سے بڑا کام یہ ہوتا ہے کہ اس حکومت کو توڑنے کا سوچے، اب ان 46,47 سالوں میں ہمیں یہ تجربہ ہونا چاہیے کہ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں ہماری آبادی ساڑھے تیرہ کروڑ تھی ، اب بھی ۱۹۹۰ء میں بھی ہم وہی بارہ ساڑھے بارہ کروڑ ہیں ۔ ہم نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ وہ ساڑھے تیرہ کروڑ آبادی تو ابھی ۲۷ کروڑ ہونی چاہیے تھی ، اس وقت وہ ہمارا بڑا بازو ہم سے الگ ہو چکا ہے ، اس کا نام بنگلہ دیش ہو چکا ہے، ہم لوگ یہ نہیں سوچتے ہیں ، اقوام متحدہ ہے ، ورلڈ بنک ہے ، فلانا ہے confusion ہے ادھر کی باتوں کو ہمیں نہیں سوچنا چاہیے ، پہلے یہ سوچنا چاہیے میرے خیال میں اگر ہم لوگوں نے اپنے یہ طور طریقے نہیں بدلے تو خدا نہ کرے کبھی مغربی نام کا بھی کوئی دیش ہو سکتا ہے ، یا کوئی سندھو دیشو ہو سکتا ہے ، کچھ اور ہو سکتا ہے ، اس لئے میں اس ایوان بالا کے بھائیوں سے اور معزز اراکین سے اور اسی فلور سے قومی اسمبلی کے ہمارے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ پہلے پاکستان کے لئے سوچیں بعد میں اپنی پارٹیوں کے لئے سوچیں ، ہم پارٹیوں کے لئے سوچتے ہیں ، پاکستان کے لئے نہ ہم نے سوچا ہے نہ ہم نے یہ کوشش کی ہے ، اب ہمارے ہاں ذات برادریوں کی بات چلتی ہے ، فلانا پٹھان ہے ، فلانا بلوچ ہے ، فلانا سندھی ہے ، فلانا پنجابی ہے ، فلانا مہاجر ہے ، یہ ہم نے آج تک نہیں سوچا ہے کہ ہم پاکستانی ہیں ، ہماری کوئی برادری نہیں ہے ، برادری ہماری اسلام ہے ۔اسلام کی رو سے ہم سب آپس میں بھائی ہیں ، یہ جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے میرے خیال میں اگر کوئی حکومت ----

جناب چیئرمین۔جی جناب محمد علی خان صاحب ۔

جناب محمد علی خان ۔ جناب چیئرمین ! کوئی وزیر صاحب موجود نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین۔وہ نوٹس وغیرہ لے رہے ہیں ، وائنڈ اپ یہ کریں ، ویسے ایک آدھے منسٹر کو بلوالیں تو اچھا ہوتا ہے ۔

ملک محمد قاسم۔نہیں وہ آرہے ہیں جی ۔ ابھی اقبال آرہا ہے ۔

شیخ طریف خان مندوخیل ۔نہیں منسٹر صاحبان کہیں میٹنگ کرتے ہیں صاحب، یہ تو جدھر بھی ہوں ، اگر کوئٹہ میں ہوں یا یہاں ہوں جب ہم پوچھیں تو بولتے ہیں کہ صاحب میٹنگ میں ہیں ۔ میٹنگ پتہ نہیں اب پاکستان کو خراب کرنے کے لئے کرتے ہیں یا کوئی بہتری لانے کے لئے ۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا میرے خیال میں اگر کوئی -----

جناب چیئرمین۔شروع میں کافی دلچسپی تھی اب خالی ہوگئی ہیں سیٹیں ، کیا بات ہے ،ہاں نماز پڑھنے گئے ہیں ،--- وہ تہجد پڑھ رہے ہوں گے ۔

(مداخلت)

شیخ طریف خان مندوخیل ۔جناب چیئرمین ! میرے خیال میں ہمارے ملک میں اب حکومتیں جو ہیں وہ ٹیلیوژن اور اخباروں سے چلتی ہیں ۔ ٹیلیوژن پر دو آدمیوں کو بٹھایا جاتا ہے کہ سابقہ دور حکومت میں خزانہ ختم ہو چکا تھا ، اب ماشاء اللہ اس ہفتے ذخائر میں بہت زیادتی ہوئی ہے ، اگر اس طرح ہفتے دو ہفتے میں سرمایہ میں اتنا اضافہ ہوتا ہے تو یہ 47 سالوں میں ہمارے اضافے اب تو پتہ نہیں کتنے ہو جاتے ، ہم کو تو اب امریکہ کو قرضہ دینا چاہیئے تھا ، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے اگر کوئی حکومت اس کو اپنی ذمہ داری سمجھے ، میں یہ کہتا ہوں کہ اگر انسپکٹر جنرل پولیس کسی ایس ایچ او کو بولتا ہے کہ اگر تمہارے علاقے میں دوسرا کیس ہوا تو پھر تمہاری نوکری نہیں ہوگی ، تو میرے میں اس علاقے میں دوبارہ کوئی کیس ہی نہیں ہوگا ۔ لیکن یہ اخباروں اور ٹیلیویژن کے ذریعے سے ہم اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے طریقے سوچتے ہیں ، عوام کا ، لاء اینڈ آرڈر کا ، رشوت کا ہم نے کبھی نہیں سوچا۔ میرے خیال میں اس فلور پر معزز اراکین میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتا سکتاہے کہ پچھلے دس سالوں میں کسی ایک آفیسر کو بھی رشوت لینے پر سزا ہوئی ہے، میرے خیال میں کسی قاتل کو سزا نہیں ہوئی ہے ، ابھی جو پچھلے سے پچھلے سال جون میں سپیشل کورٹس کے لئے میٹنگیں ہوئیں پارلیمانی پارٹیوں کی اور اتحادی پارٹیوں کی کہ اب ایسی کورٹس بنائی جائیں جو مجرموں کو سزا دیں اب سننے میں آیا ہے کہ جون جولائی سے پہلے اقبال حیدر صاحب ان کو ختم کررہے ہیں کہ کیوں قاتلوں کو سزا ہو رہی ہے۔ قاتلوں

کو سزا ہو تو پھر ہمیں ووٹ کون دے گا ۔ میرے خیال میں ہم کو قاتلوں کے ووٹ نہیں چاہییں قاتلوں کو سزا ہونی چاہیے یہ تو رشوت اور لاء اینڈ آرڈر کا میں نے بتایا ہے۔

اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں ۔ آج ژوب کے شہر میں تعلیم کا یہ حال ہے میں دو تین سال پہلے تحصیل سے نکلا اس وقت میں ایم پی اے تھا دو لڑکوں کا گروپ میرے پاس آیا کہ حاجی صاحب ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں ' میں نے کہا جو بات آپ کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے معلوم ہے آپ مجھے یہی کہیں گے کہ ماسٹروں کو کہو کہ ہمیں نقل کی اجازت دے دیں ' ابھی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سارے پرچے باہر حل ہو کر اندر پہنچتے ہیں تو یہ پھر کیا تعلیم ہوگی ۔ وسیم سجاد صاحب ! سینٹ کا کون چیئرمین بنے گا جو اس ہاؤس کو چلائے گا اگر اس کے پرچے باہر سے جائیں جس کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتا ہے اچھا ہم لوگوں کی تو یہ بدقسمتی ہے کہ لارنس کالج ' ایچی سن کالج یا دوسرے اچھے کالجز ہیں ان میں تو ہم کو داخلے نہیں ملتے ہیں کہ بھائی پتہ نہیں ہے آپ کا ڈومیسائل کہاں کا ہے ' پاکستان کا ہے یا کہیں اور کا ہے ۔ تو آپ مہربانی کریں تعلیم کے متعلق کچھ کریں ۔ نوکریاں تو ویسے بھی ہمارے ملک میں ماشاء اللہ نہیں ہیں ' نوکریوں پر تو پابندی ہے ۔ پھر دو تین سال کے لئے جب تک کوئی پالیسی بنتی ہے ان لوگوں کو امتحان میں ایسے بٹھانے سے روکا جائے ۔ یا نقل کو روکا جائے اس طرح تو میرے خیال میں کوئی لڑکا فیل نہیں ہوتا۔ اور جو پاس ہوتا ہے اس کے لئے نوکری نہیں ' پھر اس کے پاس ہونے کا کیا فائدہ ہے۔ اب جس کو بھی ہم کہتے ہیں کہ بھائی تم کیا کام کرتے ہو تو بولتا ہے کہ کمپیوٹر میں داخلہ لیا ہے سروس تو ہے نہیں اب لوگ تجربے کر رہے ہیں اس فلور پر ہمارے منسٹر صاحبان تو ماشاء اللہ تشریف نہیں رکھتے ہیں آپ لوگ اگر کبھی ان سے ملیں تو ہماری یہ باتیں مہربانی کرکے ان تک پہنچائیں کہ تعلیم ہے ' لاء اینڈ آرڈر ہے ' رشوت ہے ' یہ چیزیں اگر کسی حکومت کو نظر نہیں آتی تو میرے خیال میں وہ رضاکارانہ طور پر مستعفی ہو جائے ۔ تاریخ میں ان کا نام سنہری لفظوں میں لکھا جائے گا ۔

خارجہ پالیسی ۔ خارجہ پالیسی میں ایوب خان کے زمانے میں بھٹو صاحب کے زمانے میں سکندر مرزا صاحب کے زمانے میں اپوزیشن والے یا کوئی میری طرح کے جو نہ جانتے والے ہوتے تھے بولتے تھے فلانے ملک کا صدر پر دباؤ ہے ' آج کل ہمارا خیال ہے کہ ہر

ایس ایچ او پر بیرونی دباؤ ہے ' میرے خیال میں ابھی اگر میں ملک قاسم صاحب سے کہوں جو ہمارے ہاؤس کے لیڈر ہیں کہ ہمارے فلانے تھانے کے ایس ایچ او صحیح کام نہیں کر رہے ہیں تو وہ یہی فرمائیں گے کہ اِس میں ہمارا اختیار نہیں ہے ۔ آپ باہر ممالک سے رابطہ کریں۔ یہ تو ہماری خارجہ پالیسی کا حال ہے ۔ میرے خیال میں ہم مسلمان لوگ ہیں ہمارا ایمان یہی ہے کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کرسکتا ۔ ہم مسلمان ملک ہیں ' آزاد ملک ہیں ' ہماری آزاد خارجہ پالیسی ہے ' ہم کو کسی کے دباؤ میں نہیں آنا چاہیے ' اگر 46 سال سے ہم ابھی تک بیرونی دباؤ میں ہیں پھر تو میرے خیال میں ہم جو یہاں بیٹھے ہیں ' ہمارا بھی خدا حافظ اور اس ملک والوں کا بھی خدا حافظ ۔ ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف ابھی ہم کو یہ بتائیں گے کہ فلانے گاؤں میں اگر پرائمری سکول بناتے ہو تو ہم قرضے دیں گے اگر دوسرے گاؤں میں بناتے ہو تو پھر ہم نہیں دیں گے ہم کو ان کا قرضہ نہیں چاہیے۔ ہم اپنی مرضی کے مالک ہیں ۔ ہم آزاد قوم ہیں ' ہماری آزاد خارجہ پالیسی ہے۔ یہ میرے خیال میں ہمارے حکومت کو اعلان کرنا چاہیے کہ ہم اپنی مرضی کے مالک ہیں ' ہم کسی کا دباؤ قبول نہیں کریں گے ۔ ہم کسی کے دباؤ میں نہیں آئیں گے ۔

ہمارے علاقے میں کہاوت مشہور ہے کہ داڑھی ہماری ہے اختیار احمد خان کا ہے ۔ اب نیو کلیئر پروگرام ہمارا پرامن پروگرام ہے ۔ ابھی ہم بولتے ہیں کہ خدانخواستہ کوئی کل بند کرائے ' پرسوں نہیں کرائے ۔ ان کو بولو ' جاؤ اپنا کام دھندہ کرو۔ ہم کو بھیک نہیں چاہیے ۔ ہم کو اس ملک کے لئے دفاع کے لئے ' عوام کی سلامتی کے لئے ' اس پروگرام کو آگے چلانا ہے ۔ چاہے کسی کو منظور ہو یا نہ ہو ۔ کسی کو پروا نہیں ہے ۔ ابھی اس کے بغیر آئندہ نسلیں گزارا نہیں کرسکیں گی ۔ اب قرضے ہیں ۔ ہم باہر کے ملکوں سے قرضے مانگتے ہیں ۔ وہ ہمیں پتہ نہیں کہ کن شرائط پر دیتے ہیں ۔ وہ قرضے جب یہاں پر آجاتے ہیں تو اقرباء پروری کی نظر ہو جاتے ہیں۔ ہم بلوچستان کے لوگ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اکسٹھ ارب روپے کے قرضوں میں ہمیں چار آنے بھی نہیں ملے ۔ اس لئے کہ ہمارا پسماندہ صوبہ ہے ۔ ہمارے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ کوئی بینک ہمیں دس بیس کروڑ روپے دے ۔ باقی صوبے جو ہمارے ہیں ان میں بھی قرضے ان لوگوں کو ملے ہیں جو حکومت کے منظور نظر تھے یا واپس نہ کرنے والے تھے۔ اور یہ مہربانی کریں اگر اکسٹھ ارب روپے کے قرضے واقعی ہیں

تو اس کا یہ حکومت اعلان کرے کہ یہ اکسٹھ ارب روپے اس جون تک یا اگلے جون تک وصول کریں گے ۔ نہیں تو اس کی یا اس کے رشتہ داروں کی جائیداد برسرعام نیلام کی جائے گی ۔ ان اکسٹھ ارب روپے کے قرضوں میں میرے خیال میں ہم اپنے ملک میں میٹرک تک تعلیم مفت کرسکتے ہیں۔ اس پر کون بات کرے ۔ یہاں پر تو صرف اقتدار کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ اور عوام اور قرضے کسی کی نظر میں نہیں اور ہم لوگ بیرونی قرضوں پر سود دیتے ہیں اور اتنا سود دیتے ہیں کہ اب وہ ہمارے بس باہر ہو گیا ہے ۔ پیسہ لوگ لے گئے ہیں اور قرضے ملک کے غریب عوام دیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔جناب مندوخیل صاحب آپ وائنڈ اپ کریں ۔

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ابھی کچھ باتیں اور ہیں مجھے دو تین منٹ اور دے دیں۔ جو قرضے آتے ہیں ، جس سے ہم ڈیویلپمنٹ کرتے ہیں ۔ اتنی poor quality of work ہے ، میں آپ کو بتایا ہوں کہ عبدالرحیم صاحب بھی وہاں کوئٹے سے ژوب آتے ہیں جو کاورٹس یا کازوے 1942ء میں انگریزوں کے زمانے میں بنے تھے وہ ابھی تک قائم ہیں ، جو تعمیرات ہم نے ۱۹۷۷ء میں کی ہیں ان کا ابھی نام و نشان نہیں ملتا ہے ۔ قرضے ہم لیتے ہیں اور ہم اسے development پر خرچ کرتے ہیں تو development کیوں نہیں ہوتا ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ محکموں میں percentage چلتی ہے۔ یہ تو حکومت ختم کرسکتی ہے۔ ایک چیف انجینئرکو تنخواہ ملتی ہے، دو چار گاڑیاں ملی ہوئی ہیں ، بنگلے ملے ہوئے ہیں ۔ اس کے گھر کے اردلی اور چپڑاسی مفت ہیں۔ ان کو کمیشن کی کیا ضرورت پڑتی ہے۔ یہ چیزیں بھی دیکھنے کی ہیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہم صبح سے شام تک عوام کو یہی کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے ملک کے وسائل نہیں ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ہم اپنے ٹھیکے کیوں باہر کے ٹھیکیداروں سے کرواتے ہیں ۔ ہمارے ملک میں ٹھیکیدار ہیں ۔ کوئی بھی ان میں سے ٹھیکیدار بن سکتا ہے اگر ان کو موبلائیزیشن ایڈوانس ملے اور یہ مشینری امپورٹ کریں ، باہر کے ٹھیکیدار بھی ہماری لیبر استعمال کرتے ہیں ۔ اور زرمبادلہ بھی ہمارا باہر لے جاتے ہیں ، مشینری وہ ہمیں دگنی تگنی قیمت پر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم کو اپنی development کے کام اپنے مقامی ٹھیکیداروں سے کروانے چاہییں اس سے بے روزگاری میں بھی کافی کمی ہو جائے گی اور زرمبادلہ میں بھی بچت ہو گی۔

نوکریوں پر پابندیاں لگی ہوئی ہیں اور ہم بولتے ہیں کہ آج کار ڈکیتی ہے ' چوری ہے ' اغواء ہے اور اغواء برائے تاوان ہے ' جب تک نوکریوں پر سے پابندی نہ ہٹے گی اس وقت لوگ کیا کریں گے یا کار چوری کریں ' ڈکیتی کریں یا اغواء کریں ۔ ہم لوگ چشم پوشی کرتے ہیں ۔ چینیوں کو اغواء ہوئے 5 ماہ ہوگئے ہیں ۔ ابھی تک یہاں کسی نے اپنی تقریر میں ذکر نہیں کیا کہ جو ہم باہر کے ملکوں کو بولتے ہیں کہ آپ لوگ یہاں سرمایہ کاری کے لئے تیار رہیں ۔ جو بھی یہاں سرمایہ کاری کے لئے آتے ہیں وہ اغواء ہو جاتے ہیں پھر کون یہاں آئے گا ۔ اس کے لئے بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ جہاں environment pollution کا تعلق ہے میرے خیال میں چیئرمین صاحب اگر میں آپ کو ایک ہفتے کے لئے ژوب لے جاؤں یا لورا لائی یا پشین لے جاؤں یا خضدار لے جاؤں تو آپ ایک ہفتہ سزا محسوس کریں گے ۔ شہر میں کوئی نکاسی کی نالی نہیں ہے کہیں بھی پورے شہر میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ۔ اب ہم اسلام آباد اور کراچی میں تو green and red signal دیکھتے ہیں وہاں مکھیوں سے نجات کا کوئی راستہ نہیں ملتا ہے ۔ یہ بھی اس ملک کے شہری ہیں اس طرح پنجاب اور سندھ کے دیہات کے لوگ اس سے زیادہ کسمپرسی کی حالت میں رہتے ہیں۔ یہ تو ہمیں منسٹری والے بتاتے ہیں منسٹر صاحب تو ہم سے بات بھی نہیں کرتے ۔ الحمدللہ ہم نے بھی ان سے کچھ نہیں کہا ۔ ہماری اپنی حکومت کے ایسے وزیر تھے کہ میرے خیال میں میں تین سال تک ان سے نہیں ملا تو یہ وزیر صاحب جو بات کرنے سے اونچے ہوتے ہیں تو ہم کس سے یہ پوچھیں کہ ہمارے ملک والے انوائرنمنٹ پر کتنا پیسہ خرچ کرتے ہیں ۔ اگر کچھ یہ خرچ کرتے ہیں تو وہ خرچ کہاں کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں ملیریا ہمارے پاکستان کے پسماندہ علاقوں میں پایا جاتا ہے ۔ جدھر نکاسی آب کوئی نہیں ہے مکھیوں سے نجات نہیں ہے۔ کیڑے مکوڑوں سے جان کی خلاصی نہیں ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین۔بس آپ ختم کرلیں ۔

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔بس ابھی ختم کرنے والا ہوں ۔ میرے خیال میں ایوب خان کے بعد کارخانوں میں چار آنے کا کام نہیں ہوا ۔ اب لیبر کو ہم کہاں کھپائیں ۔ اب بولتے ہیں بلوچستان کو نوکری نہیں ملا سندھ بولتا ہے ہم کو نہیں ملی پنجاب بولتا ہے ہم نے اخبار میں دیا

یہ سلسلہ نوکریوں کا کسی کا بھی حل نہیں ہوسکا۔ جب تک ہماری انڈسٹریاں کام نہیں کرتیں۔

اب اس وقت بلوچستان سے پاک ایران ٹیکسٹائل مل کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے دو ممبر تھے۔ صوبائی اسمبلی سے میں اور قومی اسمبلی سے جام یوسف تھا۔ میری معلومات کے مطابق چار کروڑ اسی لاکھ روپیہ سالانہ ان دو ملوں کے مزدوروں کو تنخواہ ملتی تھی اور یہ کارخانے ۱۰ ۱۲ سال سے بند پڑے ہیں۔ یہ پچاس و ساٹھ کروڑ روپیہ اگر بلوچستان پر لگے بجائے ان کی تنخواہ پر لگنے کے، تو میرے خیال میں بلوچستان کے کچھ مسائل اس سے حل ہو جاتے۔

ہمارے صوبے کا سارا دارو مدار فروٹ پر ہے وہاں نہ کوئی کارخانہ ہے نہ کوئی چیز ہے نہ سڑک ہے نہ ہائی وے ہے۔ ہمارے فروٹ کے لئے کسی نے یہ کوشش نہیں کی کہ ان کے لئے منڈیوں کی تلاش ہو۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۳ء میں ایک دنبے کی قیمت 40 روپیہ ہوتی تھی۔ بادام ۱۳۶ روپے من تھا اس وقت میں نے حساب کیا کہ ایک من بادام کے ہم تین دنبے خرید سکتے تھے۔ پھر بھی 15,16 روپیہ بچ جاتا تھا ۔ آج کل دنبے کی قیمت 2500 روپیہ تک پہنچ گئی ہے اور بادام کی قیمت وہی ۶۰۰ روپیہ ہے ۔ ابھی ہم چار من بادام میں ایک دنبہ نہیں خرید سکتے ۔

جناب چیئرمین۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنبے نہ خریدیں کچھ اور خریدیں۔

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔آپ لوگ تو یہاں سب کچھ کھاتے ہیں میں غریبوں کی بات کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔اب آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ۔

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔ابھی میں ختم کر رہا ہوں ۔ تعمیر وطن پروگرام میں ۔ ایک دفعہ اس پروگرام کو تعمیر وطن کا نام دیا جاتا ہے ۔ دوسری دفعہ پیپلز پروگرام کا نام دیا جاتا ہے ۔ تیسری دفعہ اگر کسی اور پارٹی کی حکومت آگئی تو شاید وہ اس کو نیشنل پروگرام کا نام دے۔ یہ جو بھی حکومت آتی ہے وہ تجربے کے لئے اسے دو چار مہینے بند کرتے ہیں پھر بولتے ہیں ابھی اس پر بات ہو رہی ہے۔ فیصلہ ہو رہا ہے ۔ یہ کوئی بھی نہیں سوچتا کہ ہمارے ملک کی ترقی پر کتنا اثر پڑتا ہے۔ کتنی لیٹ ہو جاتی ہے ۔ ابھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔ میرے خیال میں جو کام پیپلز پارٹی والے کریں کل کو اگر مسلم لیگ کی حکومت آتی ہے تو وہ ان منصوبوں کو اور تیز کرے ۔ اگر مسلم لیگ کا کوئی منصوبہ پہلے

سے شروع کیا ہوا ہے تو اس کو پیپلز پارٹی والوں کو اور تیز کرنا چاہیے۔

اب میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پرائیویٹائیزیشن ہماری حکومت ---

جناب چیئرمین۔ آپ تو بہت آگے چلے گئے ہیں اب تو وقت پورا ہو چکا ہے۔

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔پرائیویٹائیزیشن جناب !ہماری حکومت نے شروع کیا ۔ میں اس فلور پر یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں کو یہ --------

جناب چیئرمین۔ اب آپ کتنا وقت اور لیں گے ؟

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔ایک منٹ صاحب ۔پرائیویٹائیزیشن میں بلوچستان کے لوگوں کو کیا ملا ہے ۔ بلوچستان کے لوگوں کو بنکوں سے قرضے نہیں دیتے ہیں ۔ غریب صوبہ ہے۔ اب اگر کوئی چیز پرائیویٹائیز بھی ہوتی ہے تو میرے خیال میں بطور امداد وہاں کے لوکل لوگوں کو حکومت دے تاکہ پرائیویٹائیزیشن میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ ہو جائے ۔

اب لوڈ شیڈنگ کی طرف میں آؤں گا ۔ یہاں تو لوڈشیڈنگ تھوڑی ہوتی ہے ہماری طرف چوبیس گھنٹے میں ایک آدھ گھنٹہ بھی آتی ہے تو اس کے لئے اب ہم کس کو کہیں یہاں میں دو تین دن سے آیا ہوں یہاں گورنمنٹ ہوسٹل کی بجلی جاتی ہے ہم خبریں نہیں سن سکتے تھے ۔ اب تو انہوں نے مخالف پارٹی کے سینیٹروں اور ایم این ایز کی بھی بجلی بند کرنے کی کوشش کی ۔ ہم نے تو کہا شاید صرف تعمیر وطن پروگرام بند کیا ہے ۔ آپ مہربانی کریں اور لوڈشیڈنگ کا کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیے کہ عوام ایک ایس ڈی او یا اورسیئر کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے لوڈشیڈنگ کے اوقات ہر جگہ لکھے جائیں ۔ اور خاص کر ان کو یہ ہدایت کی جائے کہ نماز کے وقت کسی بھی علاقے میں لوڈشیڈنگ نہیں ہونی چاہیے ۔ ابھی باتیں تو اور بھی ہیں صاحب جو پھر کبھی کروں گا ۔

جناب چیئرمین۔ ہاں انشاء اللہ پھر موقع اللہ دے گا۔

شیخ ظریف خان مندوخیل ۔میں آپ لوگوں سے معافی چاہتا ہوں آپ نے میرے ناقص خیالات سنے ۔

جناب چیئرمین۔ بہت مہربانی ۔ اچھا جی اور تو میرا خیال ہے کوئی نہیں ہے جو

آج بولنا چاہتا ہے ۔ کیونکہ سارے جو نام ہیں لسٹ پر ہیں وہ تو میں نے پکار دیئے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کا اجلاس کل شام کو ہے یا صبح کو ہے ؟

سید اقبال حیدر۔ شام 4 بجے سے سیشن ہے اور اس کی تیاری کے لئے اس ہاؤس میں seating arrangement کے لئے کافی وقت چاہیئے ہوتا ہے ۔

Mr. Chairman: If there is no consensus then I shall take a decision.

سید اقبال حیدر ۔ سر consensus کے علاوہ کوئی logic بھی ہوتی ہے کوئی physical possibilities کی بات ہوتی ہے ----------

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔ اگر حزب اختلاف جو ہے ، نیشنل اسمبلی کی حزب اختلاف کی طرح--

(مداخلت)

Mr. Chairman: If there is no consensus then I have to take a decision. So, you have to give me that right to take a decision.

Syed Iqbal Haider: Keeping into consideration all the views of the Leader of the Opposition but also of the Leader of the House.

جناب چیئرمین۔ آپ کا کام ہے اپنی بات سنانا ۔ آپ نے اپنی تکلیفات اور اپنی بات سنا دی ۔ So, is there a consensus on this point?

Syed Iqbal Haider: No, there is no consensus.

Mr. Chairman: O.K. Then, the House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 a.m.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, the 1st of February, 1994].

PCPPI—4395(97) Senate—20-8-97—180.